لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

رحیم آقا

دنیا میں انسانوں کے درمیان جو رحم وکرم اور مہر ومحبت کے عناصر پائے جاتے ہیں اور جن کی بنا پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں اور اولادوں میں میل ملاپ اور رسم ومحبت ہے نیز جس کی بنا پر دنیا میں عشق ومحبت کے شاندار مناظر نظر آتے ہیں۔ تم کو معلوم ہے یہ اس شاہد حقیقی کے سرمایۂ محبت کا کون سا حصہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے، ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا جس کے اثر سے لوگ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے خدا کے پاس ہیں، اس لطف وکرم اور مہر ومحبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں، اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے۔

محبت کا وہ درجہ جو بڑے کو چھوٹے کے ساتھ، احسان، نیکی، درگذر اور عفو وبخشش پر آمادہ کرتا ہے۔

اس کا نام "رحم" اور "رحمت" ہے اسلام کا خدا تمام تر رحم ہے اس کی رحمت کے فیض سے عرصۂ کائنات کا ذرّہ ذرّہ سیراب ہے۔ اس کا نام رحمٰن ورحیم ہے جو کچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کا ظہور ہے وہ نہیں تو کچھ نہیں، اس لئے اس کی رحمت سے ناامیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(از:- سیرت النبیؐ ص ۵۴۲ ج ۴)

فی شمارہ ۶/ روپے
سالانہ ۱۳۰/ روپے
۱۰/ اگست ۲۰۰۱ء

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
FORTNIGHTLY
Vol. No. : 1 Issue No.: 18
TAMEER-E-HAYAT
NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 6/-

ھوالشافی
ایک بار خدمت کا موقع دیں
روزآنہ سپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ
آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے
فینسی چشموں کا
ایک خاص مقام
چشمہ گھر
مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ
آپٹیشن ایچ، رحمن
60082

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید لکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم
گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد نعیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینار مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

نشکر
شوگر کی کامیاب دوا
• قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ دوا
• پیشاب سے شکر کو ختم کرکے خون میں شکر کو کنٹرول رکھتی ہے۔
HASANI PHARMACY
117/41Gwynne, Road, Lucknow - 226018 Ph.: 202677
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS
MAU CITY
مئو کا بنا
درد، زخم، چوٹ کٹنے، جلنے کی مشہور دوا
نورانی تیل
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹوکرامک ☆ کونٹیکٹ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزن لینس
فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

مالِ حرام کی نحوست

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

عصر حاضر کا انسان اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل اور روزمرہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کمائی کے سلسلے میں بہت سرگرم ہے، ہر آن کمائی کا بھوت اس پر سوار ہے، نت نئے طریقے کمائی کے ایجاد ہو رہے ہیں، معاشی میدان میں آگے بڑھنے کے لئے اخلاقی حدوں کو پار کر لینا اب کوئی معیوب نہیں رہا ہے بلکہ اب تو یہ خیال راسخ ہوتا جا رہا ہے کہ تجارت میں فروغ دھوکہ دہی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، جو تجارت میں اخلاقی اصولوں پر کاربند ہوگا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی یہ احساس روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی غلہ منڈی میں ایک شخص کو گیہوں فروخت کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے غلہ کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اس ڈھیر کے اندر کا گیہوں بھیگا ہوا ہے اور اوپر سے خشک گیہوں ڈال دیا گیا ہے یہ منظر دیکھ کر آپ نے ناگواری کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "من غش فلیس منا" (تجارت میں) جو دھوکہ دہی سے کام لے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ پیسہ کا حصول ہر ضرورت کی تکمیل ہے، لیکن ایسا نہیں ہے، پیسہ ہر مرض کا نہ علاج ہے اور نہ ہی ہر درد کا مداوا۔ اللہ عزوجل کے یہاں آمد و خرچ دونوں کا حساب دینا ہوگا۔

دونوں مدوں کی تفصیل اللہ کے یہاں ریکارڈ ہے اس میں کوئی تخلف بھی نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی انسان کی آنکھ نہیں کھلتی، چند پیسوں اور معمولی جائداد و زمین کے لئے کیسے کیسے خطرناک منصوبے بناتا ہے قتل و خونریزی کرتا ہے الزام تراشی کرتا ہے، جھوٹ اور جھوٹی گواہیوں کا سہارا لیتا ہے۔ اس سلسلے میں صحیحین میں ایک واقعہ درج ہے جو بڑا عبرت آموز ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُروی بنت اوس نے حاکم مدینہ مروان بن حکم کی عدالت میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) یہ دعوی کیا کہ انھوں نے میری فلاں زمین دبالی ہے، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو اس جھوٹے الزام سے بڑا صدمہ ہوا۔ انھوں نے مروان بن حکم سے کہا کہ میں اس عورت کی زمین دبالوں گا؟ ناحق اس پر قبضہ کر لوں گا؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی سُنا ہے کہ۔

جس شخص نے ایک بالشت زمین از راہ ظلم لے لی تو اس زمین کو ساتوں زمینوں سمیت ہار بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا

مروان نے کہا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی گواہ اور ثبوت طلب نہیں کرتا۔ لیکن سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے وہ زمین اس عورت کو دے دی۔

اس کے [illegible] سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اس کی آنکھوں کی بینائی سے محروم فرما۔ اور اس کو اسی زمین میں ہلاک فرما۔ واقعہ کے راوی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بالآخر وہ عورت اندھی ہوگئی۔ اور ایک دن اس زمین سے گذرتے ہوئے اس میں موجود کنوئیں میں گر پڑی اور فوت ہوگئی۔

حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ حرام مال چاہے جس طریقہ سے بھی حاصل کیا جائے وہ وبال جان ہوتا ہے۔ اگر اس کمائی سے کوئی صدقہ کرے تو قبول نہیں۔ اور وارثوں کے لئے حرام مال جمع کرے تو وہ جہنم کا موجب ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنۃ لحمٌ نبتَ مِنَ السُّحتِ وکل لحمٍ نبتَ مِنَ السُّحتِ کانت النارُ أولی بہ (مشکوۃ ص ۲۴۲)

(جسم کا) وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی نشو و نما حرام مال سے ہوئی ہو۔ اور ہر ایسا گوشت جو حرام مال سے پلا بڑھا ہو، دوزخ اس کے زیادہ حقدار ہے۔

اس سے معلوم ہوا حرام مال کھانے والا جنت میں نہیں جائے گا، آج اس فتنے کے زمانے میں حلال و حرام کی تمیز ہی اٹھتی جا رہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس سلسلہ میں کیسی تربیت فرمائی تھی۔ ذیل کے اس واقعہ سے اس پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کو خراج دیا کرتا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی آمدنی

(باقی صـ ۳۰ پر)

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء
جلد نمبر ۳۸ | ۱۰ اگست سنہ ۲۰۰۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۱۹

نگران اعلی
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء
مدیر اعلی
شمس الحق ندوی
مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ۔۔۔۔ =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ۔۔۔۔ =/۶ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ۔۔۔ ۳۰ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ۔۔۔ ۱۵ ڈالر
☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں
مینجر

گذارش
خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے
(مینجر)

خط و کتابت کا پتہ
مینجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

١	مال حرام کی نحوست	مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری	٢
٢	دست قدرت کے کرشمے (اداریہ)	ع۔ ح۔ ن	٥
٣	دین ودنیا کا فرق	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	٦
٤	ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت	حضرت مولانا سید محمد الرابع حسنی ندوی	٨
٥	صرف فلسفے اور نظریات کسی قوم کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرسکتے۔	مولانا سید واضح رشید ندوی	١١
٦	قاہرہ کا سفر	مولانا عبداللہ عباس ندوی	١٣
٧	ملفوظات شیخ دارانیؒ	ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی	١٦
٨	حقوق انسانی وفرائض کی ادائیگی کا حکم	حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ	١٨
٩	اسلام میں چوری کی حد اور اہل مغرب کا فقرہ	محمد اسجد قاسمی ندوی	١٩
١٠	توبہ واستغفار کی خیر وبرکت	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	٢٢
١١	بانکوک کے صدر کے مشیر نے اسلام قبول کرلیا	اہل الذبیب	٢٥
١٢	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	٢٦
١٣	دینی تعلیم وتربیت اور غیر مسلموں میں اسلام کے تعارف کی ضرورت	(رپورٹ) محمود حسن حسنی ندوی	٢٧
١٤	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	٢٩
١٥	میسر ہو اگر ایمان کامل	مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی	٣١

شرائط ایجنسی

١۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

٢۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

٣۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

١۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=

٢۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=

٣۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

٤۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

٥۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr.TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Mr.M.AKRAM NADWI Sb.
O.C.I.S.St Cross College.
Oxford Ox1 3TU-U.K

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

Website:www.nadwatululama.org
E-mail Address: nadwa@sancharnet.in

اداریہ

ع-ح-ن

دست قدرت کے کرشمے

اس ملک کی سب سے اہم خبر جو کئی روز تک بڑے بڑے اخبارات کی سرخی بنی، کئی روز تک ملک بھر میں جس کا چرچا رہا، غالباً وہ یہی خبر ہے کہ ایک ناخواندہ بدنامیوں کی انتہا تک پہونچی ہوئی عورت ''ڈاکو رانی'' کے لقب سے یاد کی جانے والی قتل کردی گئی۔ صدر جمہوریہ نے تعزیتی پیام جاری کیا، سربراہ ملک وزیر اعظم اس کی ارتھی کے سامنے سر جھکائے دست بستہ نذرِ عقیدت پیش کرتے ہوئے دکھائی دیئے پارلیمنٹ میں اظہار غم کیا گیا، خاص ہوائی جہاز سے اس کی لاش اس کے وطن بھیجی گئی، یہ اکرام اور یہ قدردانی اور احترام کس کے تصور میں تھا اور دس برس پہلے کس کے گمان میں تھا کہ ایک مجرم قیدی کی اس درجہ آؤ بھگت ہوگی۔

زمانہ تیزی سے گذرتا ہے اور بہت سی اہم ترین باتیں لوگوں کے حافظے سے اوجھل ہوجاتی ہیں، کچھ برس پہلے کی بات ہے کہ سابق شاہ ایران کے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا تھا پورے ایران میں چراغاں کیا گیا تھا کہ ایران کو ایک ولی عہد مل گیا اور اس سے بھی چند سال پہلے مصر کے سابق اور مرحوم بادشاہ کے ولی عہد کی پیدائش پر جشن میری عمر والوں کے لئے کل کی بات ہے۔ آج یہ دونوں صاحبان جو کبھی شہزادے اور ولی عہد تھے خاک گمنامی کا پیوند ہوچکے ہیں۔ نہ جانے کن گلیوں میں ان کی صبح وشام بسر ہورہی ہے۔ جن کے متعلق قرائن بتارہے تھے اور دستور ورواج کو دیکھتے ہوئے نظر آرہا تھا کہ ایک دن یہ جہاں پناہ وشہنشاہ ہوں گے ان کو ''بیک گردش روزگار'' ذلت ونامرادی کے غار میں دھنستے ہوئے ہم نے دیکھا ہے اور آج ذلت ونامرادی کے غار سے نکلی ہوئی ایک دیہاتن ڈاکوؤں کی رانی سر پر چڑھائی گئی اقبال نے صحیح کہا تھا

گاہ شاہی بہ جگر گوشہ سلطان ندہند
گاہ باشد کہ بہ زندانی چاہے بخشند

(کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہت بادشاہ کے جگر گوشے کو نہیں دیتے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کنویں میں گرفتار کو تخت شاہی میں بٹھا دیتے ہیں)

﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ﴾ میں حرف ''من'' کتنی عمومیت رکھتا ہے، نہ علم وفن کی قید، نہ ادب وہنر کی شرط، نہ ذات اور پات کی خصوصیت، اور نہ مذہب وعقیدہ کا بہانہ ''مَنْ تَشَآءُ'' کا اصول سب سے بڑا اصول ہے یہی سب سے بڑا وقت کا فرمان ہے جو آیت قرآنی ہے۔

شیخ سعدیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اگر رزق عقل کی بنا پر اللہ کسی کو دیتا تو دنیا کے سارے کم عقل بھوکوں مرجاتے، آج ہزاروں ارب پتی ایسے بھی ہیں جو صرف انگوٹھے کا نشان لگا سکتے ہیں زیادہ تو نہیں دو چار میرے علم میں بھی ہیں۔ مگر ان کا نام لینا بھی خلاف ادب سمجھا جائے گا۔ اور مقصد بھی ان کی اہانت یا تضحیک نہیں ہے بلکہ دستور سماوی کو یاد دلاتا ہے، جس میں صریح الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اے اللہ تو ''جس کو'' چاہے بے حساب رزق دیتا ہے)

یہاں بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ ''من تشآء'' میں کتنی عمومیت ہے کوئی تخصیص نہیں ہے اور دنیا کے تجربات اور مشاہدات نے کبھی اس کی تردید نہیں کی۔

بات پر بات نکل آئی ورنہ ہمیں سیاسی داؤں پیچ سے بحث ہے اور نہ قاتل ومقتول کے درمیان محاکمہ کرنا ہے۔ یہ جن کا کام ہے وہ کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے، مگر خدا کی بات اٹل تھی اور ہمیشہ اٹل رہے گی۔

دین و دنیا کا فرق

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

دین جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو عنایت فرمایا ہے اور جس کی وجہ سے ہم حقیقت میں انسان کہلانے اور دین و دنیا کی ساری نعمتوں کے مستحق ہیں یہ دین نہ قیاسات پر مبنی ہے نہ خواہشات پر لیکن اس سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ دین و دنیا کا فرق کیا ہے؟ دنیا وہ ہے جو آدمی اپنے قیاس، ظن و تخمین، اپنی عقل و تجربہ، اپنی ذہانت یا اپنے اندر کے تقاضے سے برتتا ہے اور دین وہ ہے جو اس کو اوپر سے ملتا ہے۔ دین و دنیا کو جو چیز علاحدہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا سراسر قیاس اور خواہش پر مبنی ہے اور دین سراسر وحیِ الٰہی اور حکمِ الٰہی پر مبنی ہے دنیا میں نفس کی تسکین، لوگوں کے کہنے سننے یا جو کچھ انسان کو حاصل ہوتا ہے یا کسی چیز کو کرنے سے جو اس کا ردعمل ہوتا ہے اور اس پر جو فائدہ یا نقصان مرتب ہوتا ہے اس پر اس کی نظر ہوتی ہے اور دین میں رضائے الٰہی اور حکمِ الٰہی پر اس کی نظر ہوتی ہے اور طاعت کا جذبہ کام کرتا ہے یہ ایک بہت موٹی سی بات ہے لیکن بہت سے لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ دین و دنیا کا فرق کیا ہے۔ کیا چیز ہے جو کسی چیز کو دنیا بناتی ہے اور کیا چیز ہے جو کسی چیز کو دین بناتی ہے۔ جسمانی حیثیت سے سب انسان ہیں سب حیوانِ ناطق ہیں سب جسم نامی ہیں لیکن جو چیز انسان اور انسان میں فرق کرتی ہے اور کسی کو مقامِ قطبیت، مقامِ ولایت اور مقامِ محبوبیت تک پہنچا دیتی ہے اور جو کسی کو اسفل سافلین میں نیچے سے نیچے مقام پر گرا دیتی ہے (ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ) وہ یہ چیز ہے کہ اس کا سرچشمہ اور مقصد کیا ہے؟ اگر اس کو ہم سمجھ لیں تو ساری کتابوں کے اندر جتنا علم ہے سمٹ کر اس ایک نقطہ کے اندر آجائے دین وہ عمل ہے جو اس جذبہ سے کیا جائے کہ اللہ نے حکم دیا ہے، اللہ نے فرمایا ہے اس کے رسول نے ہم تک پہنچایا ہے اور یہ جذبہ ہو کہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے یا یوں کہہ لیجئے کہ دین وہ ہے جس کے اندر روح بندگی کی ہو اور دنیا وہ ہے جس کے اندر روح اپنے کسی جذبہ کی تسکین کی ہو یا اس کا مقصد کسی دنیاوی مقصد کا حصول ہو جیسا کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث میں آیا ہے کہ انما الاعمال بالنیات۔ تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

دنیا یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسا کام کرے جس کا سرچشمہ کوئی دنیاوی فائدہ اور نفس کے کسی جذبہ کی تسکین ہو، قرآن شریف میں آتا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ بھلا تم نے اس کو بھی دیکھا جس نے اپنا معبود کس کو بنایا؟ اپنی خواہشِ نفسانی کو بنایا، اور اس کی بڑی اعلیٰ تشریح جس سے بڑھ کر کوئی تشریح نہیں ہو سکتی زبان نبوت نے فرمائی ہے اس کی تشریح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جن پر قرآن نازل ہوا اور جنکی زبان سے یہ چشمہ جاری ہوا اور ساری دنیا تک پہنچا وہ چشمہ تو اللہ ہی کا جاری کیا ہوا تھا لیکن اس کا راستہ اور گزرگاہ جس سے گزر کر وہ ہم تک پہنچا ہے زبانِ نبوت اور قلبِ اطہر ہے۔ فرمایا: لا یؤمن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ۔

انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز پر اس کی برابر نظر پڑتی رہتی ہے وہ اس سے سب سے زیادہ غافل اور مستغنی رہتا ہے، ہزاروں آدمی ہیں جو سڑک کے پتھر، سڑکوں کے نام اور دکانوں کے سائن بورڈ پڑھتے ہی نہیں ورنہ کہا جاتا کہ یہ ارشاد تو ایسا ہے کہ اس کو آدمی اپنے سامنے کی دیوار پر نہایت خوش خط جلی قلم سے لکھوا کر آویزاں کر لے تاکہ ہر وقت اس کی نظر اس پر پڑتی رہے، تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشِ نفسانی تابع نہ ہو جائے اس کے جو میں لے کر آیا ہوں "ما جئت بہ" جب تک اس کی خواہش نفسانی اس حکم ربانی کے تابع نہ ہو جائے جس کا ذریعہ میں ہوں اس وقت تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ جو چیز دونوں کو جدا کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ سب جذبے حکمِ الٰہی اور منشائے الٰہی کے ماتحت ہو جائیں اور اس سے مغلوب ہو جائیں۔

بقیہ: فلسفے اور نظریات---

اسلام کے داعیوں نے اس کو علمی و نظری طور پر پیش کرنے میں پوری دلچسپی اور جد و جہد کا ثبوت دیا، لیکن اس علمی کام کے ساتھ عملی پہلو کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی جتنی دی جانی چاہیے تھی، اور اس سلسلہ میں وہ فکر نہ کی گئی جو اسلام کو علمی طور پر پیش کرنے میں کی گئی، یعنی ہماری دعوت ایسی باتوں کی ہوتی تھی جو خود ہماری زندگی میں نہ تھیں، اس لئے وہ نتائج سامنے نہیں آئے جو آنے چاہئے، جن کا اس کوشش کرنے والوں سے خدا کا وعدہ ہے۔

آج اسلام کی تبلیغ میں جو کوششیں صرف کی جارہی ہیں وہ اس وقت تک ثمر آور نہیں ہو سکتیں جب تک ان کے ساتھ اسلام کو عملی طور پر زندگی میں برتنے کی کوشش نہ کی جائے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

"حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی تعلیم کے موضوع پر یہ وہ پُراثر تقریر ہے جو انھوں نے ۳۰ر مارچ سنہ ۲۰۰۶ء کو ادارۃ الشباب الاسلامی میہوں والا معافی دہرہ دون کے جلسۂ عام میں فرمائی تھی جس میں دینی تعلیم کی اہمیت و افادیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور موجودہ ہندوستانی دیومالائی نظام تعلیم کے خطرات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے ہم اس اہم تقریر کو (جسے مولوی رسال الدین حقانی ندوی نے ٹیپ ریکارڈ سے قلمبند کر کے ادارہ کو بھیجی ہے) ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ وَدَعَا بِدَعْوَتِهِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اما بعد:

بزرگو اور دوستو! میرے لئے یہ شرف کی، عزت کی اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں ایک ایسے نیک مقصد کے لئے منعقد کئے جانے والے جلسہ میں حاضر ہوا۔ آپ حضرات نے اور منتظمین نے خاص طور پر جس محبت کا اور جس اخلاق کا معاملہ فرمایا وہ حقیقت میں موضوع کی عظمت کے لحاظ سے کیا،---

-----در حقیقت ایسے مواقع اپنی اہمیت رکھتے ہیں اور مقصدیت رکھتے ہیں اور جو مواقع و مقصدیت رکھتے ہیں اور اہمیت رکھتے ہیں خاص طور پر اہل دین کے دائرے میں اور دعوتی مقصد رکھنے والے کاموں میں۔ اس میں شرکت ایک خادم ملت اور خادم دین کی حیثیت سے عزت کی بات ہے۔ یہ آپ حضرات کی محبت اور اخلاق کی بات ہے۔ میں حقیقت میں ان مدارس سے تعلق رکھنے والا ایک فرد ہوں جن سے آپ حضرات رکھتے ہیں اور تعلیم کے موضوع پر جو خدمت ہو سکتی ہے وہ خدمت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تعلیم کا مسئلہ

تعلیم کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے، حقیقت میں تعلیم کا مسئلہ ایسا ہی ہے جیسے انسان کی غذا کا مسئلہ ہے، غذا سے انسان کا جسم بنتا ہے اور صحیح و سالم رہتا ہے اور تعلیم سے انسان کی انسانیت بنتی ہے، اس کا کردار و اخلاق بنتا ہے۔ اور انسان کے لئے یہ دونوں چیزیں نہایت ضروری ہیں، جانوروں کے لئے ایک ہی چیز کافی ہے کہ ان کا جسم سلامت رہے اور ترقی کرے اور جسم کے لئے جو مفید ہو اس کی فکر کی جائے۔ لیکن انسان کے لئے یہ چیز کافی نہیں ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک معزز مخلوق بنا کر اس زمین پر بھیجا ہے اور اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے، خلیفہ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ جس کا خلیفہ ہے اس کی مرضی کے مطابق اور اس کی ہدایت کے مطابق کام انجام دے انسان کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ شروع سے اپنے پروردگار کی مرضی کے مطابق اور اس کی ہدایت کے مطابق اس دنیا کا نظام چلائے اور اس دنیا میں زندگی کا نظام قائم کرے، اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ اس کی رہنمائی ہو اور اس کو تیار کیا جائے، اس لئے کہ سکھانے سے آدمی سیکھتا ہے۔

تو تعلیم ہر انسان کے لئے ضروری ہے، اور تعلیم کی اہمیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے ساتھ تعلیم کا ذکر فرمایا ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ اور اس تعلیم کو یہ اہمیت دی کہ فرشتوں پر اس بات کو ظاہر فرمایا کہ دیکھو ہم نے اس کو یہ چیز عطا کی ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ رکھی ہے کہ اس کو علم دیا تعلیم دی تعلیم دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسے سکھایا گیا اور بتایا گیا کہ تمہیں کس طرح زندگی گذارنی ہے اور تمہیں کیا خدمت انجام دینی ہے۔ تم بیکار نہیں پیدا کئے گئے ہو۔ تم یوں ہی تفریحاً نہیں اس دنیا میں بھیجے گئے ہو۔ تم جو پچاس سال، ساٹھ سال، ستر سال کی زندگی گذارتے ہو تو تم یہ ایک تفریح کے طور پر نہیں گذارتے ہو، کہ جیسے کوئی کسی ملک میں سیر کرنے چلا جائے وہاں کے شہروں کو دیکھے، وہاں کی عمارتوں کو دیکھے اور وہاں کے ہوٹلوں میں ٹھہرے اور

کھا پی کر اور تفریح کر کے چلا آئے یہ زندگی اس لئے نہیں ہے۔

ماحول کا اثر

یہ زندگی بامقصد زندگی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا مقصد مقرر فرمایا ہے اور ہدایات دی ہیں کہ اس طور پر تمہیں زندگی گذارنی ہے، اور اس زندگی کا آخرت میں محاسبہ ہوگا۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی اور اس تعلیم کا سلسلہ قائم فرمادیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کے جو وسائل ہیں ان کا بھی ذکر فرمایا۔ تعلیم کا ذکر فرمایا، علم کا ذکر فرمایا، اور انسان کو توجہ دلائی کہ تم کو سیکھنا ہے اور سیکھ کر اس پر عمل کرنا ہے عمل کرانا ہے، لیکن اگر سیکھنے اور سکھانے کا عمل نہ ہو، پڑھنے اور پڑھانے کا عمل نہ ہو تو انسان کیا بنے گا؟، انسان کی حیثیت اس کے بغیر جانور کی سی ہوتی ہے، جانور میں اور انسان میں نمایاں فرق ہوتا ہے، اگر کسی شخص کو جنگل میں چھوڑ دیا جائے، بچپنے سے پیدائش کے بعد ہی سے چھوڑ دیا جائے اور اسی طرح اس کی زندگی باقی گذرے اور کسی انسان سے اس کا واسطہ نہ پڑے، کسی انسان کو وہ نہ دیکھے۔ تو بڑے ہونے کے بعد بھی آپ دیکھیں گے کہ اس میں اور جانور میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہوگا۔ اور اس کی مثال میں دے سکتا ہوں کہ لکھنؤ میں ایک بچہ ایسا دستیاب ہوا کہ جس کو بھیڑیا اٹھالے گیا اور بھیڑیئے نے اس کو اپنے پاس رکھا، اور عجیب بات یہ ہے کہ بھیڑیا اس کی پرورش کرتا رہا، وہ جب آٹھ نو سال کا ہوا، اس وقت وہ لوگوں کو حاصل ہوگیا اور اس کو وہاں سے چھڑا لایا۔ اس کو اسپتال میں رکھا گیا۔ اور اس کو سکھانے کی بہت کوشش کی گئی اور بہت اس پر محنت کی گئی، علاج بھی کیا گیا، لیکن وہ بولتا تھا تو جانوروں کی طرح بولتا تھا۔ اور بھیڑیئے کی طرح آوازیں نکالتا تھا۔ اور بھیڑیئے کی سی غذا اس کو پسند تھی، دوسری غذا وہ کھاتا نہیں تھا، اس کو سکھانے کی بہت کوشش کی گئی۔ اس کا نام رامو رکھا گیا لیکن اس کو نہ پڑھا سکے اور نہ سکھا سکے۔ اس لئے کہ وہ پختہ ہوچکا تھا، اس نے جو کچھ بھیڑیئے نے اور بھیڑیئے کی سوسائٹی نے سکھایا تھا بس وہی اس کو آتا تھا نہ اس کی عقل کام کرتی تھی، نہ اس کے اخلاق انسانوں جیسے تھے، اسی طرح اچکتا پھاندتا اور اسی طرح بھاگتا، انسانی غذا یا دوسری چیزیں وہ پسند نہیں کرتا تھا۔ اور جانوروں جیسی آوازیں نکالتا تھا۔ آخر وہ مرگیا اور وہ درست نہیں ہوسکا۔

طریقۂ تعلیم

تعلیم دو طرح کی ہوتی ہے ایک محاکات کے ذریعہ سے ہوتی ہے یعنی نقل کے ذریعہ سے ہوتی ہے، اور ایک تعلیم و تلقین اور سکھانے کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ محاکات والی تعلیم جو ہے، نقل والی تعلیم جو ہے وہ شیر خوارگی کے زمانہ سے شروع ہوجاتی ہے، بچہ جب اپنے ماں باپ کو دیکھتا ہے اپنے ماحول کو دیکھتا ہے اس سے وہ سیکھتا چلا جاتا ہے اور یہ جو اپنی زبان سے بولتا ہے حقیقت میں یہ ماں باپ سے سنی ہوئی زبان ہوتی ہے، آپ دیکھئے کتنے آدمی ایسے ہیں جن کو بولنا باقاعدہ استاذ اور کتاب کے ذریعہ سکھایا نہیں گیا لیکن بچے نے اپنے گھر کے اندر رہ کر زبان سیکھ لی۔ اور بہت بہترین زبان وہ بولنے لگا۔

تو ایک سیکھنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ماحول میں سیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ماحول سے سیکھتا ہے، جو سنتا ہے وہ سیکھ لیتا ہے، جو دیکھتا ہے اس کو سیکھ لیتا ہے اور اختیار کرلیتا ہے تو تعلیم کا ایک طریقہ وہ ہے جو بچپنے سے اور شیر خوارگی سے شروع ہوجاتا ہے۔

اور دوسرا طریقہ تعلیم کا اس سے اعلیٰ اور وسیع ہے جو کتابوں کے ذریعہ اور مدرسے اور اسکول کے ذریعہ سے دی جاتی ہے اس سے انسان ان کمالات تک پہونچتا ہے اور وہ اس میں ترقیات حاصل کرلیتا ہے جو اس کو دیکھ کر اور سننے سے نہیں حاصل ہوسکتی۔

تعلیم نہ دینے پر ماں باپ کو سزا

اس لئے جو قومیں ترقی یافتہ ہوتی ہیں، بلند مقاصد رکھتی ہیں وہ تعلیم کا بہترین انتظام کرتی ہیں اور تعلیم کی اہمیت کو سمجھتی ہیں۔ آپ دیکھئے اس وقت دنیا میں جو قومیں بام عروج پر پہونچی ہوئی ہیں دنیاوی اعتبار سے وہ تعلیم کی وجہ سے پہونچی ہوئیں ہیں وہاں کسی شخص کو غیر تعلیم یافتہ نہیں رہنے دیتے بلکہ آپ یورپ وغیرہ کو دیکھئے کہ وہاں ماں باپ کو تعلیم دینے پر سزا ہوجاتی ہے اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر تعلیم حاصل نہیں کی تو وہ ان میں ایک بے کار آدمی ہوگا۔ اس سے نہ ملک کو کوئی زیادہ فائدہ پہونچے گا اور نہ قوم کو کچھ زیادہ فائدہ پہونچے گا۔

تعلیم انسان کو انسان بناتی ہے

تعلیم کی طرف سے جب سے مسلمانوں نے بے توجہی برتی اس وقت سے مسلمان زوال میں آگئے، لیکن تعلیم ہی

انسان کو انسان بناتی ہے۔ انسان کے دماغ کی اور اس کے ذہن کی بھی تربیت کرتی ہے اور اس کو ترقی دیتی ہے، اور انسان کے کردار و اخلاق کو بھی وہ بناتی ہے اور ظاہر ہے کہ تعلیم جیسی دی جائے گی ویسا انسان بنے گا۔ اسی طرح ماحول کے اندر یعنی جیسا ماحول اس کا ہوگا اس ماحول سے وہ اسی طرح کی چیزیں سیکھے گا۔ بچہ ابتدائی اخلاق اپنے ماں باپ سے اور اپنے گھر کے ماحول سے سیکھتا ہے ماں باپ جن چیزوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں یا جیسا مظاہرہ کرتے ہیں یا جیسے اخلاق رکھتے ہیں ان کی عادات ویسی بن جاتی ہیں اور یہ بہت اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ یہ بچے کا مرحلہ تقریباً چار پانچ سال کی عمر سے لے کر نو سال تک کی عمر کا ہوتا ہے جس میں خاص طور پر بچہ کا واسطہ اپنے ماں باپ سے اور اپنے گھر کے ماحول سے پڑتا ہے اور وہاں پر جیسا ماحول ہوتا ہے اور جیسا انتظام کیا جاتا ہے ویسا بچہ بنتا ہے۔

عبرت ناک واقعہ

اس لئے پہلی بات تو یہ ضروری ہوتی ہے کہ گھر کا ماحول ایسا رکھا جائے کہ اس سے بچہ جو سیکھے صحیح سیکھے۔ ایک واقعہ میں نے دیکھا وہ غلط ہو یا صحیح ہو لیکن بہت عبرت کا واقعہ ہے، ایک شخص بہت بڑا چور بن گیا تھا اور چوری کرتے کرتے ڈکیتی ڈالتے ڈالتے وہ اس منزل پر پہونچ گیا تھا کہ عدالت نے اس کو پھانسی کی سزا دی جب پھانسی کے پھندے پر اس کو لے جایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟ جیسا کہ پھانسی پر چڑھانے سے پہلے پوچھا جاتا ہے اس نے کہا کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں لوگوں نے سوچا کہ یہ ماں سے بڑی محبت رکھتا ہے اس لئے ماں سے ملنا چاہتا ہے، ماں کو بلایا گیا کہ تمہارا بیٹا تم سے ملنا چاہتا ہے اس کے بعد اس کی جان ختم کردی جائے گی، جب ماں آئی، اس سے کہا قریب آؤ قریب آئی اس نے کہا کان قریب لاؤ، کان قریب لائی تو اس نے کان کو اپنے دانتوں سے نوچ ڈالا ایک اندازہ ہوگیا کہ کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ اسی ماں کی بدولت آج ہم پھانسی پر چڑھ رہے ہیں۔ جب ہم نے بچپن میں چوری کی تو ماں نے سنا اور اس کے بعد نظر انداز کردیا اور مجھ کو کوئی تنبیہ نہیں کی، حتیٰ کہ وہی عادت پڑی رہی اور میں اس منزل پر پہنچا۔ یہ ماں ہے جس نے مجھ کو پھانسی پر پہونچا دیا ہے یہ واقعہ چاہے صحیح نہ ہو چاہے لطیفہ ہو لیکن عبرت کا واقعہ ہے۔ گھر کے اندر بچہ کی صحیح تربیت نہ ہوئی۔ ماں باپ نے صحیح فکر نہیں کی تو بچہ ویسا بن جائے جیسا وہ دیکھے گا جیسا وہ سنے گا، اگر اس کو جھوٹ بولنے سے منع نہیں کیا گیا۔ اس کو چوری کرنے سے منع نہیں کیا گیا۔ اس کو بداخلاقی سے منع نہیں کیا گیا تو یہ عادتیں اس میں پیدا ہوجائیں گی۔ اور بڑے ہوکر وہ پختہ بن جائیں گی اور پھر وہ چھڑائے نہ چھوٹیں گی۔

کامل انسان تعلیم سے بنتا ہے

دوسری تعلیم وہ ہوتی ہے جو استاد سے اور مدرسے میں یا اسکول میں دی جاتی ہے اس میں انسان کے دماغ میں وہ چیزیں بٹھائی جاتی ہیں جو زندگی بھر اس کے ساتھ رہتی ہیں اس سے اس کے اخلاق بنتے ہیں اس سے اس کے اخلاق بنتے ہیں اس سے اس کا عقیدہ بنتا ہے اس کے نظریات بنتے ہیں۔ اس کا کردار بنتا ہے اس تعلیم کو جو لوگ اس حیثیت سے نہیں دیکھتے وہ بڑی غلطی کرتے ہیں تعلیم کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ انسان کو انسان بنانے میں تعلیم کا بہت بڑا کردار ہے، اچھا انسان یا برا انسان، ناقص انسان یا کامل انسان جو کچھ بنے گا تعلیم سے بنے گا۔ اس لئے تعلیم کی بڑی اہمیت ہے اور اس طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور اگر آپ دیکھیں، لوگوں کے عادات و اخلاق اور ان کے طریقوں کا اگر آپ جائزہ لیں، اور پھر اس کا جائزہ لیں کہ کیسے اخلاق ان میں پیدا ہوئے اور کیسے ان کے یہاں نظریات پیدا ہوئے۔ تو معلوم ہوگا کہ یہ تعلیم کی وجہ سے ہوا۔

ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر غالب کرنے کی کوشش

ہمارے اس ملک میں جہاں سیکولر نظام حکومت ہے، جہاں اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ ہر مذہب والے اپنے عقیدے کے مطابق اور اپنی مرضی کے مطابق تعلیم دلا سکتے ہوں مدرسے قائم کرسکتے ہوں، اسکول قائم کرسکتے ہوں، اور یہاں حکومت نے مذہب کو اپنے تسلط میں نہیں رکھا ہے، اور کسی مذہب کو کسی مذہب پر مسلط کرنے کی اس کو اجازت نہیں ہے، یہاں پر جس کو بھی اپنے عقیدے اور مذہب کے مطابق انسان تیار کرنا ہے اس کو تعلیم کا نظام اختیار کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ حکومت کے جو اسکول اور کالجز ہیں، وہ اصولاً ان کو کسی مذہبی عقیدے کے مطابق، کسی مذہب کے کردار کے مطابق تعلیم نہیں دیتی ہے اور پھر ہمارے ملک میں مزید مصیبت یہ ہے کہ نظام حکومت سیکولر

ہونے کے باوجود یہاں ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر غالب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور خاص طور پر دیومالائی تعلیم کے ذریعہ سے کوشش کی جارہی ہے۔

آپ دیکھئے کہ حکومت کے اسکول اور کالجز کافی نہیں سمجھے گئے، کتنے اسکول آر ایس ایس کی طرف سے کھول لئے گئے ہیں، اور تعلیم کا نیا نظام قائم کردیا گیا، دیہاتوں دیہاتوں میں اسکول قائم کردیئے گئے اور یہاں ہندو عقیدے کے مطابق اور ہندو رسم کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے اور وہاں بچوں کو غلہ دیا جاتا ہے، بچوں کی مدد کی جاتی ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اسکولوں میں آکر تعلیم حاصل کریں۔ تاکہ عقیدہ خراب ہوجائے اور ہندو عقائد ان کے دماغ میں بٹھادیئے جائیں اور دوسری طرف ہم لوگوں کا معاملہ ہے کہ ہم فکر ہی نہیں کررہے ہیں کہ ہمارے بچوں کا کیا بن رہا ہے اور بچے کہاں جارہے ہیں، درحقیقت دنیا کا نظام اس طرح چل رہا ہے کہ باپ کی طرح بیٹے کا ہونا ضروری نہیں ہے، بیٹا اس وقت باپ کے نقش قدم پر چلے گا اور باپ کی طرح ہوگا جب باپ اس بات کی فکر کرے کہ بیٹا ہماری طرح ہو۔ اگر باپ اس بات کی فکر تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے نہیں کرتا ہے تو بیٹا اس کی طرح نہیں ہوگا۔ اور ہمیں تاریخ بتاتی ہے آپ ترکستان کی تاریخ دیکھ لیجئے اب دوسرے ملکوں کی تاریخ دیکھ لیجئے، دو تین نسلوں کے بدل جانے کے بعد عقائد، اس کا مذہب، اس کا کردار سب بدل جاتا ہے، اور ان لوگوں کو جاکر دیکھئے کہ اسلام کے مطابق ادنیٰ باتیں بھی نہیں جانتے۔ دین کی بات بتانے والا نہیں ملا، کسی نے ان کو بتایا نہیں، کسی نے سکھایا نہیں کہ دین کیا ہے اور مذہب کیا ہے؟

اسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ

ہمارے ملک میں جو آپ دینداری دیکھ رہے ہیں، جو اسلام کا تعلق دیکھ رہے ہیں یقیناً یہ ہمارے بڑوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے، ہمارے علماء کی قربانیوں کا ثمرہ ہے جنھوں نے اپنی زندگیاں لگادیں، لوگوں کو اسلام سے اور اسلامی تعلیمات سے جوڑے رکھے انھوں نے مسلمان نسل کی ایسی تربیت کی کہ آج تک وہ اسلام پر قائم ہیں۔ اور اسلام کی حمیت کیلئے مدارس کے ذریعہ سے اور مجالس کے ذریعہ سے اور بزرگوں کے ذریعہ سے۔ اور کانفرنسوں کے ذریعہ سے جو انھوں نے خدمات انجام دیں اور جو انھوں نے محنتیں کیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دین سے اتنا تعلق ہم کو اور آپ کو نظر آرہا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، یہ جلسہ کیا ہے یہ جلسہ نتیجہ ہے ہمارے اسلاف کی محنتوں کا۔ اگر ان کی محنتیں نہ ہوتیں اور یہ دینی شعور نہ ہوتا دین سے محبت نہ ہوتی، جو نظر آرہی ہے، جو جلسہ کرارہی ہے، یہ جلسہ کون کرارہا ہے، یہ دین کی محبت کرارہی ہے، دین کی حمیت کرارہی ہے یہ دین کی حمیت و محبت کہاں سے آئی ہے، یہ حقیقت میں اسلاف کی کوششوں کا نتیجہ ہے انھوں نے جو چیز سکھائی اور جس طرح کے اخلاق بتائے ہیں اور ان کی صحبتوں سے جو فائدہ پہونچا ہے آج اس کا اجر داعیوں کی شکل میں اور دیندار لوگوں کی شکل میں اور دینی محبت کی شکل میں نظر آرہا ہے، تو ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں اور جو ہم دین سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہمارے اسلاف کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

لیکن اب اسلاف کی جگہ ہم ہیں، ہم اگر محنت نہیں کریں گے، ہم توجہ نہیں کریں گے تو ہماری اولاد ہمارے سامنے ویسی نہیں ہوگی جیسی ہونی چاہئے اور ایسا ہوتا ہے آپ اس کی مثالیں دیکھ سکتے ہیں کہ ایک شخص تہجد گزار ہے، متقی و پرہیزگار ہے لیکن اگر اس کے بیٹے کی صحیح تربیت نہیں ہوئی وہ نماز تک چھوڑ رہا ہے اور دین سے اس کا تعلق بہت کمزور ہے اور پھر اگر اس کے بعد بھی تربیت نہیں ہوئی اور توجہ نہیں کی گئی تو آئندہ تیسری نسل جو آئے گی جو پوتے کی ہے۔ وہ بالکل دین سے بیزار ہوگی اس کی مثالیں ہمارے اس ملک کے اندر مل سکتی ہیں۔ کہ آپ کے قرب وجوار میں ایسے دیہات ہوں گے جہاں کے مسلمان یہ تک نہ جانتے ہوں گے کہ وہ مسلمان ہیں اور یہاں ان کے نام مسلمان جیسے نہیں ہیں، ان کے باپ دادا مسلمان تھے اس کے بعد وہ کچھ نہیں جانتے ان کے نام بھی آپ دیکھیں گے کہ غیر مسلموں جیسے ہیں ان کی عادات بھی غیر مسلموں کی طرح ہیں ان کے یہاں آپ بت بھی رکھے ہوئے دیکھیں گے۔ اور مسلمانوں کی رسمیں بھی دیکھیں گے، اس لئے جب ان کو بتانے والا کوئی نہ ہوگا اور سکھانے والا کوئی نہ ہوگا تو ایسے ہی بن جائیں گے۔ (جاری)

دعائے مغفرت

دفتر نظامت دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کارکن ماسٹر محمد نصیر خاں کی والدہ محترمہ کا مؤرخہ ۲۴ر جولائی ۲۰۰۱ء کو آبائی وطن گونڈہ میں تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے۔

صرف فلسفے اور نظریات کسی قوم کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرسکتے

تحریر:۔ مولانا واضح رشید ندوی

ترجمہ:۔ عبدالرشید ندوی

اسلام کی تبلیغ واشاعت، اس کے سلسلہ میں پھیلائے ہوئے علمی شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا نیز جدید اسلوب میں اور زمانہ کی ذہنیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی تعلیمات کو سمجھانا، عصر جدید میں اس کی صلاحیت وضرورت کو ثابت کرنا بلاشبہ یہ سب امور اسلام کی خدمت میں اہمیت کے حامل ہیں، اور اس طرف علماء ومفکرین نے پوری توجہ کی، علمی موضوعات پر اسلامی نقطۂ نظر سے تصنیف و تالیف کا اس عہد میں عظیم کام کیا جارہا ہے، اس کے لئے مستقل اکاڈمیاں، علمی مراکز اور نشرو اشاعت کے ادارے قائم ہیں، فکر اسلامی پر کتابوں، اخباروں، ریڈیو، ٹیلیویژن اور دوسرے جدید وسائل سے بھرپور استفادہ کیا جارہا ہے اور اب تو اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو سمجھنے اور جدید مسائل کے بارے میں اسلامی افکار ونظریات پیش کرنے کے لئے انٹرنیٹ بھی استعمال کیا جانے لگا ہے، ان علمی ودعوتی کوششوں کے نتیجہ میں علم کے ہر شعبہ میں بڑے بڑے مکتبے قائم ہوگئے، اور مسلمانوں کو بڑی کامیابی ملی، صحیح علم وفکر کی ترویج ہوئی، اور امت مسلمہ نے اس دور میں ہر جگہ بڑے بڑے ادباء، مؤلفین اور اہل فکر و نظر کو جنم دیا جنھوں نے ہر فن میں اور دنیا کی ہر زبان میں خدمت انجام دی، اس طرح حق کے متلاشیوں کے لئے حق تک رسائی بہت آسان ہوگئی ہے، اور انہی کوششوں کا ثمرہ ہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی بڑی تعداد اسلام کی طرف متوجہ ہورہی ہے۔

اس اعتبار سے یہ دور علمی ترقی کے اس دور سے مشابہ ہے جو آغاز تاریخ اسلام میں تھا جبکہ دوسری زبانوں کے علوم وآداب عربی میں منتقل ہوئے اور مسلمانوں نے اس وقت کے فلسفوں کا جائزہ لے کر ان کو مدون کیا، ان کی تلخیص وتشریح کی، پھر عقل ونظر کی کسوٹی پر کسا اور جو حصہ پاکیزہ اور نافع تھا اس کو لے لیا اور جو مضر تھا اس کو چھوڑ دیا، انھوں نے ان کے اندر اتنا کمال پیدا کیا کہ درجۂ امامت پر فائز ہوگئے، علم کے جویا ان کے پاس آتے اور زانوئے تلمذ تہ کرتے، انھوں نے علمی ومنطقی اور فکری انداز سے اسلام کی تشریح و تفہیم کا کام بھی کیا اور اس وقت کے علمی سرمایہ میں اضافہ کیا۔

یہ علمی قافلہ مسلمانوں کی قیادت میں آگے بڑھتا رہا اور علم وحکمت میں ترقی وپیش قدمی ہوتی رہی، اور اس سے مسلمانوں نے اسلام کی نشر واشاعت میں فائدہ اٹھایا۔ علم اور دعوت و اصلاح کا یہ اشتراک کچھ عرصہ بعد کمزور پڑ گیا، عقل وذہانت کو زندگی کا محور تصور کیا جانے لگا، علم وفلسفہ سے دلچسپی میں اضافہ کے ساتھ دینی و اخلاقی اصلاح میں غفلت برتی جانے لگی، مسائل زندگی کو اس علم کی روشنی میں سلجھانے میں کوتاہی کی گئی، اور اسلامی معاشرہ میں اہل علم اہل دین اور اہل سیاست وحکومت کے الگ الگ طبقات وجود میں آگئے، ایک طرف تو کتب خانے علمی تصانیف سے پر تھے، علمی ادارے ترقی کررہے تھے، مناظروں اور مناقشوں کی محفلیں گرم تھیں، دوسری طرف معاشرہ پسپائی اور اختلاف و انتشار کی طرف رواں تھا، نظام حکومت کی رسی ڈھیلی ہوتی جارہی تھی، اور دانشور ومفکرین ان خطروں سے بالکل بے پرواہ تھے جو معاشرہ اور حکومت کے چاروں طرف منڈلا رہے تھے، حکام کے اندر جو بیماریاں زور پکڑ رہی تھیں ان سے بھی وہ غافل تھے، انھوں نے اس حقیقت کو فراموش کردیا تھا کہ فلسفے ونظریے امت کی قیادت میں کوئی رول ادا نہیں کرسکتے، اور محض علمی موشگافیاں طاقت وقوت نہیں بخش سکتیں، نادر علمی تحقیقات خواہ کتنی ہی وقیع کیوں نہ ہوں کسی قوم وملت کی تعمیر کے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ وہ کسی ملک کو دشمن کے خطرے سے محفوظ و مامون رکھ سکتی ہیں، اسلام نے جس وقت حکومت وسیادت حاصل کی اس وقت اس کے لشکر میں نہ تو بڑے فلاسفر تھے اور نہ حکماء، لیکن وہ جو جانتے تھے اس پر عامل تھے اور جس پر عمل کرتے تھے اس کے وہ داعی تھے اور خود ان کی زندگی اس کی دعوت دیتی تھی۔ اس علم وعمل کے جوڑ سے انھوں نے اپنے سے زیادہ متمدن قوموں کو مغلوب کرلیا، وہ پوری دنیا کو مسخر کرنے

میں کامیاب ہو گئے کیونکہ وہ اپنے علم پر عمل کرنے والے تھے، بلکہ ان کا عمل و کردار علم سے زیادہ وسیع اور ہمہ گیر تھا، ان کی پوری زندگی ان کے علم سے عبارت تھی۔

علم جب تک عمل کے ساتھ نہ ملے اور فلسفہ کو جب تک عملی جامہ نہیں پہنایا جائے اس وقت تک کسی قوم کو فلاح و بہبود سے ہمکنار نہیں کرسکتا، ممکن ہے کہ کچھ ذہنوں کو مطمئن کردے یا چند زبانوں کو بند کردے لیکن یہ اثر دیر تک نہیں رہتا اور دلوں پر اس کی تاثیر ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے علم کو عمل سے وابستہ کیا ہے، ہمارے اسلاف جب کسی شے کا علم حاصل کر لیتے تو جب تک اس پر عمل نہ کر لیتے آگے نہ بڑھتے، وہ باعمل علماء تھا، اور اسی طرح ان کا عمل علم و بصیرت کے ساتھ تھا، ان کی بصیرت اور فراست ان کے علم میں اضافہ کرتی تھی اور اس کی افادیت بڑھاتی تھی، ان کا ایمان ان کے علم میں نورانیت پیدا کرتا تھا اور اس میں تسخیر کی صلاحیت پیدا کرتا تھا، ان کا علم، ان کی معرفت عمل سے آشکارا ہوتی اور عمل ہی سے دوسرے لوگ اس کو اخذ کرتے تھے۔ صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بعد کے سلف صالحین کا عمل و کردار دوسروں کے لئے علم و واقفیت کا سرچشمہ تھا، اگر ان کا عمل علم کے ساتھ ہم آہنگ نہ ہوتا اور ان کی دعوت سے میل نہ کھاتا تو وہ لوگوں کے دلوں کو نہ جیت سکتے تھے، اور ان کی زندگی سرچشمۂ علم اور قابل حجت نہ ہوتی، قرون اولیٰ میں اسلام کی نشر و اشاعت اسی علم و عمل اور دعوت کے جوڑ سے ہوئی تھی۔

اس دور میں دعوت اسلام کی متعدد شکلیں پائی جاتی ہیں، اور اس کے لئے تحریکات کی کمی نہیں، اور مادی وسائل بھی مہیا ہیں، لوگ اسلام کی طرف مائل بھی ہو رہے ہیں، یہ کوششیں قابل قدر ہیں اور ان کے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں۔ اللہ کا شکر کہ اسلام تمام مذاہب سے زیادہ دلکشی و دلآویزی اور مقبولیت و عمومیت رکھتا ہے، اور اسلامی کتب خانہ کا مقابلہ دنیا کا کوئی کتب خانہ نہیں کرسکتا، اور وہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ہمارے علماء کرام نے علم کی حفاظت و اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، لیکن اسی کے ساتھ یہ امر نہایت ہی اہم اور ضروری ہے کہ اس علم کے مطابق تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا جائے، اور علماء اس علم کو زندگی تک منتقل کرنے اور ایسا کامل و مکمل اسلامی معاشرہ وجود میں لانے کی طرف دھیان دیں جس میں علم و عمل کا امتزاج ہو، اور اعمال و افعال میں باہمی ربط و تعلق ہو۔

داعیان اسلام نے الحمدللہ دین کی تعلیم و تبلیغ اور اس کی تشریح و تفسیر اور لوگوں کو اس سے روشناس کرانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے، اور جو کتابیں تعلیم و تربیت پر، علمی مباحث اور تاریخی موضوعات پر لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں ان پر ہمیں بجا طور پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن ہمارا کام اسی حد تک ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ ہماری ان کوششوں کے ساتھ عمل و کردار کی رفاقت ہونا چاہئے، کیونکہ دنیا ہمارے کتب خانوں کو اتنا نہیں دیکھتی ہے جتنا کہ ہماری زندگی کو دیکھتی ہے۔

مثال کے طور پر ہم لوگوں کو اسلام کی اس فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ کسی عربی کو کسی اعجمی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے اور سب لوگ برابر ہیں، فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے، اسی طرح پڑوسیوں کے حقوق، افراد خانہ کے حقوق، اساتذہ وطلبہ کے حقوق، اور حاکم و رعایا کے حقوق، صداقت، دیانت، عفت و حیاء اور خدا کے یہاں مسئولیت کا تصور ہے، ناحق خون اور سود کی حرمت، عدل و انصاف اور وہ ساری خصوصیات جو اسلامی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں اور جن کے بارے میں اسلام کی واضح تعلیمات ہیں، اگر کوئی شخص ایسا اسلامی معاشرہ دیکھنا چاہے جو ان تعلیمات کا نمونہ ہو تو کیا اس کی یہ خواہش پوری ہوسکے گی؟

عصر حاضر میں کثرت سے اسلام کا مطالعہ کر کے اسلام لانے والے یورپین مسلمانوں نے اس خلیج کا شکوہ کیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گئی ہے، انھوں نے اس بات سے اپنی حیرانی و پریشانی ظاہر کی کہ جب انھوں نے اسلام کو پڑھا تو اس کے نظام عدل سے اور اس کے قانون میں انسانیت کے احترام و وقار سے متاثر ہوئے لیکن جب مسلمانوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کسی مسلم اکثریت والے ملک میں رہنے کا موقع ملا تو کتابوں کے اسلام اور زندگی کے اسلام میں بڑا فرق پایا!

یہی قصہ اسلامی تحریکوں اور ان کے قائدین کا ہے کہ تحریکی سرگرمیوں میں ان کی مشغولیت اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں کوتاہی کا باعث ہوتی ہے، اور تحریک کا کارکن اپنی زندگی کو شرعی احکام اور اسلامی اخلاق کے سانچے میں نہیں ڈھال پاتا ہے۔

اسلام نے سامراج کے دور میں، اور یورپ کی علمی ترقی کے زمانہ میں طرح طرح کے اعتراضات کا سامنا کیا، اس کی تاریخ کو مسخ کیا گیا، اس کے جواب میں (باقی صفحہ ۶ پر)

قاہرہ کا سفر

● مولانا عبد اللہ عباس ندوی

یہ کوئی سفرنامہ نہیں ہے بلکہ صرف چند مشاہدات کا بیان ہے۔

قاہرہ مصر کا دار السلطنت، جامع ازہر اور ازہر یونیورسٹی کا مستقر الاہرام اور ابوالہول جیسے عجائبات کا شہر ہے۔ ایک دو بار نہیں بارہا دیکھ چکا ہوں، یہاں کی تاریخ پڑھی ہے، خان خاناں کے بازاروں میں گھوما ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ یہاں کے رہنے والوں سے کافی واسطہ رہا ہے بہت سے مصری میرے دوست اور پڑوسی رہے ہیں، ہم پیشہ اور رفیق کار کی حیثیت سے سابقہ رہا ہے، یہاں کے مصنفین، ادباء، شعراء، اور اہل قلم سے ذہنی وابستگی رہی ہے، اس سال جون ۲۰۰۱ء میں چند دنوں کے لئے بہت عرصہ کے بعد ادھر سے گذر ہوا، اصل کام تو ایک دن بلکہ چند گھنٹوں کا تھا، جامعہ ام القریٰ نے ایک ممتحن کی حیثیت سے بھیجا تھا۔ سیرت النبی ﷺ پر لکھی جانے والی کتابوں پر ایک ناقدانہ تبصرہ ایک صاحب نے پی، ایچ، ڈی کی ڈگری کے لئے لکھا تھا، ان کا "وائوا" تھا۔ دو روز وہاں کے ایک بہت بڑے ہوٹل "رمسیس ہلٹن" میں سرکاری مہمان رہا۔ بعد میں چند دن اپنے ایک قدیم ساتھی ڈاکٹر احمد موسیٰ کا مہمان رہا، مقصد سفر مختصر تھا اور شوق دید اس سے زیادہ مختصر، البتہ چند نئی باتیں نظر آئیں اور کچھ پرانی باتیں نئے انداز میں دیکھیں، عمر کی طوالت ایک ہی بات کو بار بار دکھاتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ دنیا اپنی جگہ قائم ہے ہم بدل گئے، میری نوعمری جوانی میں تبدیل ہوئی تھی جو اب بڑھاپے میں ڈھل چکی ہے دلچسپی کی چیزیں نہیں بدلی ہیں مگر نگاہیں بدل گئی ہیں۔ آج بھی وہی ہے جو کل تھا وہی زندہ دلی کے مظاہر، وہی چہل پہل، وہی تفریح گاہیں، وہی تاریخی مقامات جن کو دیکھ کر کبھی تشنگی دور نہیں ہوتی تھی آج نگاہ اٹھا کر دیکھنے کا بھی دل نہیں چاہتا ہے بقول جگر مرحوم ؎

پھول وہی چمن وہی فرق نظر نظر کا ہے
عہد بہار میں تھا کیا دور خزاں میں کیا نہیں

۱۱ر جون کو وہاں پہونچا تحارات کو ہوٹل کی بالکونی سے دریائے نیل کے مناظر کھڑا دیکھتا رہا۔ ایک بہت بڑا اسٹیمر کئی منزلہ رنگ برنگی روشنیوں سے منور کھڑا نظر آیا جو غالباً کوئی ریسٹورنٹ تھا۔ دوسری چھوٹی چھوٹی کشتیاں قمقموں سے منور تھیں اور دوسری طرف جگمگاتی جاگتی سڑکیں تھیں۔ زندگی کی چہل پہل گاڑیوں کی آمد و رفت اسی طرح تھیں جس طرح پہلے نظر آیا کرتی تھیں، کمرے میں آکر ٹی وی کے پروگرام دیکھنے لگا۔ اتفاق کی بات کہ مقامی چینل پر ایک جشن دکھایا جارہا تھا اور وہاں کی مجلس الشعب "(لوک سبھا) کا پہلا اجلاس تھا۔ صدر جمہوریہ تشریف فرما تھے، مجلس کے صدر (اسپیکر) اور ممبران مجلس (نواب) اپنی نشستوں پر باوقار انداز میں بیٹھے تھے، اعلیٰ درجہ کے سوٹ سب کے زیب تن تھے، پہلے صدر مجلس ڈائس پر آئے جو صدر جمہوریہ کو سیادۃ الرئیس (مسٹر پریسیڈنٹ) کہہ کر مخاطب کیا، پھر اپنی تقریر میں بہت پروقار انداز میں اور انتہائی فصیح و بلیغ زبان میں پڑھی جس میں انھوں نے کہا کہ سیادۃ الرئیس آپ نے اپنے عہد مبارک میں مصریوں کو سر اٹھا کر چلنے کا موقع دیا۔ حریت کا سبق دیا۔ آپ کی قیادت میں مصر نے جو ناموری حاصل کی ہے اور جس بلندیوں پر آپ نے ہمیں پہونچایا ہے وہ مصر کی تاریخ میں سنہرے حرف سے لکھی جائے گی۔ آپ کی بصیرت ہمارے لئے ہدایت اور نجات کا راستہ بنی، آپ نے ہماری رگوں میں جوانی کا ابلتا ہوا خون دوڑا دیا۔ آپ صرف صدر نہیں ہمارے ہیرو ہیں، ہمارے نجات دہندہ ہیں۔ آج مصر کا ہر بچہ جوان اور بوڑھا آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسپیکر کے بعد دوسرے ممبروں نے اسی طرح اپنی عقیدت مندی اور محبت، اخلاص و وفادارئیت کا اظہار کیا اچھی اور صاف عربی میں سینے اور حلق کی قوت کے ساتھ اسی طرح کی باتیں الفاظ بدل بدل کر کہی جارہی تھیں اور ہر چند جملوں کے بعد دوسرے ممبران مجلس تائید کا اظہار، تالیاں پیٹ پیٹ کر کر رہے تھے۔

جیسا کہ ابھی عرض کیا کہ عمر کی طوالت ایک عجیب شئے ہے، میری نگاہوں کے سامنے وہ زمانہ پھر گیا جب اپنی طالب علمی اور ابتدائی مدرسی کے زمانہ میں استاد احمد حسن زیات کا ہفتہ وار پرچہ "الرسالۃ" پڑھا اور ڈاکٹر

احمد امین کی ادارت میں شائع ہونے والا مجلہ "الثقافۃ" پڑھا کرتا تھا، جو طلبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء کی انجمن الاصلاح میں پابندی کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ سرورق کے بعد دونوں پرچوں میں اداریہ ہوا کرتا تھا۔ اس وقت کے شاہ مصر فاروق بن فواد۔ (۱۹۲۰ ـ ۱۹۵۶) کا زمانہ تھا ان کی یوم پیدائش پران رسائل میں جو اداریے لکھے جاتے تھے وہ ادبی شہ پارے شمار کئے جانے کے لائق تھے، الثقافۃ کا مضمون تو یاد نہیں البتہ استاد احمد حسن زیات کے چند جملے ذہن میں ابھی تک محفوظ ہیں چونکہ استاد احمد حسن زیات ہمارے جانے پہچانے ادیب تھے ان کی کتاب تاریخ الادب العربی داخل درس تھی۔ ان کے ڈھلے ڈھلائے جملے اور پرشکوہ ترکیبیں دماغ پر مرتسم ہو جایا کرتی تھیں اور بغیر کسی کوشش کے کئی کئی فقرے یاد ہو جایا کرتے تھے شاہ فاروق کی یوم پیدائش پر جو انھوں نے لکھا تھا اس کا ترجمہ سنئے۔

"آج فاروق کی یوم پیدائش ہے
جس کا تخت (عرش) قصر شاہی میں نہیں بلکہ ہر مصری کے قلب میں ہے۔ وہ فاروق جو ہر گھر کی روشنی ہے، ہر دل کی دھڑکن ہے، ہر آنکھ کی بینائی ہے جوش مسرت سے تالیاں بجاتے بجاتے ہتھیلیاں خون آلودہ ہو چکی ہیں۔
(دمیت الاکف بکثرۃ التصفیق)
مگر عقیدت و محبت کا جوش کم نہیں ہو رہا ہے۔ اے وارث فراعنہ، اے ارض کنانہ کی آبرو، اے عظیم ابن عظیم ابن ... فواد! کاش تو ہمارے دلوں کے اندر جھانک کر اپنی تصویر دیکھ سکتا۔"

اس موقع پر اردو کے ایک شاعر انقر موہانی لکھنوی کا ایک شعر یاد آگیا جو الرسالہ کے آخری جملہ کی ترجمانی کرتا ہے ؎

میرے دل میں اپنی صورت کبھی تم بھی دیکھ لیتے
میرا حاصل محبت کبھی تم بھی دیکھ لیتے

فاروق نے جب دوسری شادی "زمان" نامی خاتون سے کی ان کو ایک بار نزلہ ہو گیا تھا۔ اور غالباً کچھ حرارت تھی اس وقت کے شیخ الازہر نے مزاج پرسی کا تار ایوان شاہی میں بھیجا جس میں لکھا گیا تھا۔

"ہم نے پوری رات بے چینی، اضطراب اور دعاؤں میں گذاری کہ اللہ ملکہ عالیہ کو شفاء عاجل و کامل عطا فرمائے"۔

عربی کا جملہ تھا:

بتنا الیلۃ قلقۃ مبتھلین الی اللہ ....

"نریمان" نے جب ایک شہزادے کو جنم دیا تو ڈاکٹر احمد امین جیسے ثقہ مورخ اور عالم صاحب قلم اور صاحب اسلوب، فجر الاسلام اور ضحی الاسلام کے مصنف نے لکھا تھا۔

حضرۃ صاحب السمو الملکی الأمیر
فواد بن فاروق کی دنیا میں تشریف آوری ایک نئے عہد کی بشارت ہے جو مصر کی عظمت کو اہرام سے زیادہ اونچا کرنے والی ہے۔
(اور جملے یاد نہیں ہیں)

جولائی ۱۹۵۲ء فوج نے مصر پر قبضہ کیا اور سابق شاہ مصر فاروق کو جلا وطن کیا گیا پہلے قائد انقلاب کے نام سے جنرل محمد نجیب کو آگے بڑھایا گیا وہ صدر قرار پائے تھے۔ اس انقلاب کے موقع پر استاد احمد حسن زیات بک نے جو لکھا تھا اس کے چند جملے یاد آرہے ہیں جو الرسالہ کے اسی افتتاحی صفحہ پر چھپے تھے جس پر کبھی شاہ مصر کی یوم پیدائش پر ان کی قصیدہ خوانی ہوئی تھی اور اب اسی جگہ پر اسی قلم سے یہ جملے بھی پڑھنے والوں نے پڑھے۔

"جاء الرجل الموعود، منقذ أرض الکنانۃ الرجل النجیب الحبیب القسیب ...... ذھب فاروق الاول والآخر وصمۃ عار علی جبین الکنانہ الولد اللاعب بالورق، ساھر الرقصات"۔

(واضح رہے کہ جملے محض اپنی یادداشت سے نقل کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ایک دو لفظ آگے پیچھے رہ گئے ہوں)

یعنی وہ شخص پردۂ غیب سے نکل کر سامنے آگیا جس کا قدرت نے وعدہ کیا تھا۔ وہ شریف ترین محبوب دل و جاں، عالی گہر محمد نجیب نے مصر کو کھلنڈروں سے آزاد کرا دیا وہ تاش کھیلنے والا اور ناچ گانے میں رات گذارنے والا لڑکا (یہاں پر الولد کا ترجمہ اگرچہ صحیح کیا جائے تو تہذیب سے گر جائیگا) فنا ہوا جس کا نام فاروق الاول تھا اور جو فاروق اوّل تھا۔ اب وہی آخر ہے۔

اس کے بعد صدر جمال عبد الناصر کا دور آیا نہر سوئس کو قومیانے کے بعد استاد احمد حسن زیات نے ایک مقالہ لکھا تھا کہ عربوں کی تاریخ میں تین انقلاب تین عظیم شخصیتوں کے ذریعہ رونما ہوئے پہلا انقلاب (حضرت رسول اکرم) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے جس کے حدود زمین کے نیچے (یعنی قبر) اور آخرت کی زندگی سے وابستہ تھے، (یعنی جنت دوزخ وغیرہ) دوسرا انقلاب صلاح الدین ایوبی کی بدولت عربوں کو نصیب ہوا جس کے حدود مسجد اقصیٰ کی بازیابی تک تھے۔ تیسرے انقلاب جمال عبد الناصر کے ذریعہ دنیا دیکھ رہی ہے جس کے حدود صرف مصر کی زمین یا ارض کنانہ نہیں ہے بلکہ تمام

عرب اور عرب کا گوشہ گوشہ ہے اور شاہان وقت جو عوام کی دولت برباد عیش دے رہے ہیں کہ ان کو ٹھکانے لگانا اور راہ راست پر چلانا جس کے اولین مقاصد میں ہے یہ انقلاب عرب کے سابق انقلابوں سے زیادہ وسیع اور ہمہ گیر اور دیرپا ہے۔

یہ مضمون جو "الرسالہ" میں چھپا تھا اس وقت میرے سامنے تو نہیں ہے لیکن مطبوعہ شکل میں کتب خانوں میں موجود ہے۔ میرے مرحوم دوست ڈاکٹر حبیب الحق ندوی نے ایک تحقیقی مقالہ اس عنوان پر لکھا تھا جس میں "الرسالہ" کے مضمون کا فوٹو کاپی موجود ہے صدر ناصر کے وزیر خاص محمد حسین ہیکل جنھوں نے اپنی کتاب "فلسفۃ الثورۃ" کا مصنف جمال عبد الناصر کو بتایا۔ رجعیت (مذہبیت) کے خلاف ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں جو "الاھرام" کے اس شمارے میں شائع ہوا تھا جبکہ دریائے نیل کا رُخ بدلنے کا افتتاحی اجلاس سوئس میں منعقد ہوا اور جس میں سویت یونین کے صدر خرشچیف آئے تھے، ہیکل صاحب نے لکھا تھا۔

"بڑا مجرم ہے وہ شخص جو سمجھتا ہے کہ جمال عبد الناصر کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک آسمانی مخلوق ہے جو زمین سے پیدا نہیں کی گئی بلکہ زمین پر اتاری گئی وغیرہ وغیرہ"

آج ۱۱ر جون ۲۰۰۰ء کی شب میں رسیس ہلٹن کے ایک کمرے میں ٹیلی ویژن پر جب صدر حسنی مبارک کے متعلق عقیدت و محبت کے سپاسنامے سن رہا ہوں یادوں کا دریچہ کھل گیا۔ اور وہ سب نظر کے سامنے گھوم رہا ہے جس نے غالب کا ایک شعر یاد دلا دیا جو دیر تک مزے لے لے کر گنگناتا رہا۔ اگر ندوہ میں ہوتا تو اپنے دوست پروفیسر وصی احمد صدیقی کو سناتا کیونکہ وہ غالب پر کسی شاعر کو غالب نہیں سمجھتے۔ شعر یہ ہے ؎

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشہ مرے آگے

جیسا کہ اوپر عرض کیا ہم بدل گئے ہیں میری وہ نگاہیں بوڑھی ہو گئیں جنھوں نے اس دنیا "عروسِ ہزار داماد" کو پہلے بھی دیکھا تھا اور آج بھی دیکھ رہی ہیں۔ وللہ الامر من قبل ومن بعد

قابل ذکر نئی بات جو اس مرتبہ قاہرہ اور سوئیس میں نظر آئی کہ عوام میں دین پسندی کا رجحان بڑھ گیا ہے۔ پہلے یہاں کے دفاتر میں اور سڑکوں پر اور جامعۃ القاہرہ کے اردگرد جو خواتین نظر آتی تھیں ان کے لباس واطوار وہی تھے جو پیرس اور لندن میں اس صنف کے ہوا کرتے تھے۔ مگر اس مرتبہ کچھ حالات بدلے ہوئے نظر آئے۔ دفتروں اور بازاروں میں یونیورسٹی میں اور آٹھ روز تک جن کتب خانوں میں جاتا رہا وہاں اکثر خواتین کے سر ڈھکے ہوئے تھے۔ اور کثرت سے ایسی عورتیں بھی نظر آئیں جو سر سے پاؤں تک پردہ پوش تھیں البتہ ہاتھ اور چہرے کی ٹکیا کھلی تھی، جو اہل مصر نے "ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا" کے تحت جائز قرار دیا۔

۱۴ر جون کو میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر احمد موسیٰ کے فلیٹ میں مقیم تھا ان کے مکان کے سامنے دوسری سڑک پر ایک مسجد ہے جس میں عصر کی نماز پڑھنے گیا مسجد بھری تھی اور یہ اعلان باہر اور اندر لگا ہوا تھا کہ آج ایک "دینی برنامج" ہے جو بعد مغرب منعقد ہوگا مغرب سے پہلے مسجد کا اندرونی بیرونی اور باہری حصہ بھر چکا تھا۔ اور خواتین کا خیمہ بھرا ہوا تھا۔ اور کوئی شخص پھیل کر چار زانوں نہیں بیٹھ سکتا تھا مغرب کی نماز سے چند منٹ پہلے میں وہاں گیا تو مسجد کے اندر جگہ نہیں ملی جلسہ بہت دیر میں شروع ہوا۔ اور ابتدائی خطبہ بیس منٹ میں ختم نہیں ہوا تو اٹھ کر اپنے مستقر واپس آگیا مگر مجمع سے نکلنا مشکل تھا۔ بڑی دقتوں سے "تخطی الرقاب" کرتا ہوا یعنی لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا نکلا، قابل ذکر بات صرف یہ ہے کہ دینی رجحان اتنا بڑھ گیا ہے کہ مواعظ سننے کے لئے لوگ اتنی کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں پہلے یہ بات نہیں تھی۔ اخوان المسلمین کی تحریک کچل دی گئی اور اس کے افراد کو ملک بدر کر دیا گیا اور کچھ خود بھی وہاں سے نکل کر دوسرے ملکوں میں جا بسے، لیکن ان کی قربانیاں ابھی تک اپنا معنوی وجود ثابت کئے ہوئے ہے۔

۱۲ر جون کو کلیۃ اصول الدین کے ہال میں مناقشہ کی مجلس تھی ہال پورا تو نہیں لیکن تقریباً آدھے سے زیادہ بھرا تھا۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے امیدوار ڈاکٹر حسین فضل کے علاوہ مصر کے ایک ممتحن شیخ محمد عوض۔ طالب علم کے سپروائزر ڈاکٹر مختار اور سعودی عرب کے فرستادہ راقم الحروف تھا، میرے نام کی تختی پر نام کے آگے الندوی دیکھ کر سبھوں نے حضرت مخدوم و مربی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو یاد کیا۔ لوگوں نے چند تعزیتی الفاظ بھی کہے اور عالم اسلام کے خسارہ کا اظہار کیا۔ دوران گفتگو ڈاکٹر عوض

(باقی ص ۲۸ پر)

ملفوظات شیخ دارانی رح

ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی

اتباع تابعین کے زمرہ میں جہاں اقلیم علم وفن کے بہت سے تاجدار شامل تھے وہیں بکثرت ایسے صاحب کمال بزرگ بھی تھے جو علمی اعتبار سے خواہ زیادہ بلند مرتبہ نہ ہوں لیکن زہد واتقاء، رشد و ہدایت اور بلند روحانی مدارج میں غیر معمولی مرتبہ کے مالک تھے۔ عمل صالح ان کی شخصیت کا زیور اور عبادت وریاضت ان کا طغرائے امتیاز تھا۔ شیخ ابوسلیمان دارانیؒ کا شمار ایسے ہی صلحائے امت میں کیا جاتا ہے وہ بلاشبہ علم وفضل میں بھی بلند مرتبہ اور عالی مقام تھے لیکن اس سے کہیں زیادہ وہ ایک عظیم المرتبت صوفی، شیخ طریقت اور ولی اللہ کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے ان کا سینہ شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھا۔ انھوں نے اپنی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وہدایت سے ایک عالم کو مستفید کیا۔ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے کہ "شیخ دارانیؒ ان اکابر اولیاء اللہ میں تھے جو اپنے روحانی کمالات کے اعتبار سے ارباب کشف وشہود خیال کئے جاتے ہیں"۔ (شذرات الذہب ۲/۱۳)

چنانچہ شیخ ابوسلیمان دارانیؒ کے صحیفۂ زندگی کا زیادہ درخشاں باب سلوک وتصوف سے متعلق ہے۔ بقول حافظ ذہبیؒ "وہ روحانیت ومعرفت کے بحرنا پیدا کنار کے ایک شناور تھے" (میزان الاعتدال ۱/۳۵) صحت عقیدہ کے معاملہ میں وہ نہایت متشدد تھے ابوجعفر محمد بن احمد الموصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۲۰۳ھ میں شیخ دارانیؒ کو بغداد میں دیکھا۔ وہ مسجد عبدالوہاب الخفاف میں مقیم تھے۔ ایک دن کسی نے عرض کیا: جناب! عبدالوہاب الخفاف تو قدریہ کے عقائد رکھتے تھے، یہ معلوم ہوتے ہی شیخ دارانی نے اس مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور دوسری مسجد میں جانے لگے۔

(العبرانی خبر من غبر ۱/۲۲۸)

شیخ ابوسلیمان دارانیؒ نے اپنی حکمت وبصیرت سے پُر فرمودات میں حقائق ایمانی دقائق احسانی اور اسرار حکمت ربانی کو برملا فاش کیا ہے، ان کے تمام ملفوظات واقوال کے راوی ان کے تلمیذ رشید اور مسترشد خاص ابن ابی الحواری ہیں، اگر استقصاء کرکے شیخ کے تمام ملفوظات کو یکجا کیا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے، محدث ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ، حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ، خطیب نے تاریخ بغداد اور شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں بہت بسیط وتفصیل کے ساتھ شیخ دارانیؒ کے ملفوظات نقل کئے ہیں۔ راقم سطور مذکورہ مآخذ کی مدد سے ذیل میں چند بصیرت افروز ملفوظات درج کرتا ہے۔

بہترین عمل ایک موقع پر فرمایا "بہترین عمل خواہشات نفسانی کی مخالفت کرنا ہے اولاد، دولت اور گھر بار میں سے جو چیز تم کو خدا کی یاد سے غافل کردے وہ باعث نحوست ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۵۶)

دعا کی کیفیت فرمایا "میں رات کے وقت محراب میں دعا کرنے میں مصروف تھا میرے دونوں ہاتھ خدا کے حضور میں پھیلے ہوئے تھے، اسی اثناء میں مجھے ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوئی تو میں نے ایک ہاتھ سمیٹ لیا۔ پھر نیند کا غلبہ ہوا، اور میں اسی طرح سوگیا۔ اتنے میں ایک ہاتف غیبی نے صدا دی، اے ابوسلیمان! ہم نے تمہارے پھیلے ہوئے ہاتھ میں وہ سب کچھ رکھ دیا جو تمہیں مطلوب تھا، اور اگر تم دوسرا ہاتھ بھی اسی طرح پھیلائے رکھتے تو ہم اسے بھی بھر دیتے ابوسلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے قسم کھائی تھی کہ خواہ کیسی ہی گرمی ہو یا سردی دعا کے وقت دونوں ہاتھ پھیلائے رکھوں گا۔ (تاریخ بغداد ۱۰/۲۴۹)

دنیا اور آخرت کی کنجی

احمد بن الحواری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ کی زبان سے بارہا یہ ارشاد سُنا ہے کہ دنیا وآخرت میں ہر خیر نیکی کی جڑ اللہ جل شانہ کی خشیت اور اس کا خوف ہے، یاد رکھو دنیا کی کنجی یہ ہے کہ انسان شکم سیر ہوکر زندگی گذارے اور آخرت کی کنجی بھوکا رہنا ہے، یعنی اگر انسان آخرت میں کامیابی کا خواہشمند ہو تو اس کو ان خرافات میں نہ پڑنا چاہئے، فقر وفاقہ کے عالم میں خشیت وانابت الی اللہ کا غلبہ ہوتا ہے اور فراغت وخوشحالی اللہ سے غافل کر دیتی ہے

چور کہاں چوری کرتا ہے؟

فرمایا "بلاشبہ چور کسی ویران مکان میں چوری کرنے نہیں جاتا ہے حالانکہ وہ اس میں جہاں چاہے جا سکتا ہے، لیکن وہ صرف ایسے گھر کا قصد کرتا ہے، جو مال وزر سے بھرا ہوا ہو، بعینہ یہی حال ابلیس لعین کا ہے وہ ان ہی قلوب پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو خشیت الٰہی انابتِ الی اللہ اور ذکر وفکر سے معمور رہتے ہیں" (تذکرۃ الاولیاء عطار ۲/۲۲۳)

اللہ کے برگزیدہ بندے

فرمایا "اللہ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے جنت کی نوع بنوع نعمتوں میں بھی کوئی ایسی کشش نہیں ہوتی جو انھیں یاد الٰہی سے غافل کردے دنیا کی حقیقت اللہ کے نزدیک پرکاہ کے برابر بھی نہیں ہے اس لئے اس میں زہد و اتقاء کے کوئی معنٰی نہیں ہیں، ہاں جنت میں رہ کر اور حور وغلماں کی موجودگی میں خدا کے سوا اس کے دل میں کسی کے لئے جگہ نہ ہو تو وہی اصل زاہد ومتقی ہے۔

(صفۃ الصفوۃ ۴/۱۰۳)

قناعت کی دولت

فرمایا "لوگ زیادہ سے زیادہ مال جمع کرکے اہل ثروت بننا چاہتے ہیں حالانکہ ان کا خیال بالکل غلط ہے (کہ دولت کثرت مال کا نام ہے) خوب سمجھ لو کہ اصل غنی (اہل ثروت) وہ ہے جو قناعت کی دولت رکھتا ہو۔ اسی طرح راحت خوشحالی میں نہیں بلکہ تنگی میں ہے، لوگ عام طور پر نرم اور باریک لباس، عمدہ غذا اور آرام دہ مکان میں آسائش تلاش کرتے ہیں حالانکہ وہ دراصل اسلام، عمل صالح اور ذکر اللہ میں پوشیدہ ہے" (شذرات الذہب ۲/۱۳)

خدائے رحمان کی ہم نشینی کا شرف

فرمایا "قیامت کے دن خدائے رحمان کی ہم نشینی کا شرف ان لوگوں کو حاصل ہوگا جو کرم، حلم، علم، حکمت، نرم خوئی، رحمدلی، عفوو درگزر، احسان، نیکی، لطف ومروت اور رأفت ومحبت کی صفات سے متصف ہوں"

(تذکرۃ الاولیاء عطار ۲/۲۳۳)

ابن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میرے شیخ برابر فرمایا کرتے تھے کہ جب نفس بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو دل میں صفائی اور نرمی پیدا ہوتی ہے اور شکم سیری کی حالت میں قلب اندھا ہوجاتا ہے۔ (صفۃ الصفوۃ ۴/۱۰۲)

کسبِ حلال کی طلب

فرمایا "جس شخص نے استغنا کے ساتھ اور حلال ذریعہ سے دنیا کو طلب کیا تو وہ قیامت کے دن خدا سے اس عالم میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند درخشاں ہوگا"۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۵۸)

دل کو فکر آخرت کا عادی بناؤ

فرمایا "ہر خیر کا ایک زیور ہوتا ہے صدق کی آرائش خشوع ہے، تواضع کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں کبر و غرور سے محفوظ رہے۔ دنیا میں غور وفکر آخرت کا حجاب ہے اور آخرت کے بارے میں تفکر دلوں کی زندگی اور ثمرہ حکمت ہے، آنکھوں کو رونے اور دل کو آخرت کے بارے میں فکر کرنے کا عادی بنالو"۔ (تذکرۃ الاولیاء عطار ۲/۲۳۳)

بہترین سخاوت

فرمایا "جو شخص دن میں کوئی نیک عمل کرتا ہے ساری رات اس کی غیبی حفاظت کی جاتی ہے اور جو رات کو نیکی کرتا ہے اس کی دن بھر حفاظت ہوتی ہے، بہترین سخاوت وہ ہے جو ضرورت کے مطابق ہو جو شخص اپنی جان کو قیمتی جانے وہ ہرگز خدمت کی حلاوت نہیں پا سکتا"۔ (تذکرۃ الاولیاء عطار ۲/۲۳۵)

دمشق کے قریب ایک گاؤں داریا میں شیخ ابوسلیمان دارانیؒ کا مزار آج بھی مرجع انام ہے۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان کے مزار کی عمارت بہت شاندار ہے۔

"فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ"

(بقیہ)
کانگو کے صدر کے مشیر نے اسلام قبول کرلیا۔

والے یا ان کے معاملات کا اہتمام کرنے والے پائے نہیں جاتے ہیں، کتنے لوگ ہمارے درمیان موجود ہیں جو اسلام اور اس کے معانی سے واقف ہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں کہ اگر ان کی فکر کی جائے اور ان تک اسلام کی باتیں پہونچائی جائیں تو لوگ اللہ کے دین میں تیزی سے داخل ہوں گے۔ لیکن اس میں کمی ہے، کاش ایسے اسلامی مرکزوں کا خوب اعلان کیا جائے اور ہر جگہ اس کا قیام عمل میں آئے تاکہ لوگ اس سے واقف ہوں۔ اور وہاں کی اسلامی تعلیمات سے خاطر خواہ استفادہ کریں۔

انسانی حقوق و فرائض کی ادائیگی کا حکم

حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ (۲)

دشمنوں کے معاملہ میں عدل

دشمنوں کے ساتھ بھی بے انصافی کی ممانعت اور جادۂ انصاف پر قائم رہنے کی تاکید ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (مائدہ ـ ۸)

مسلمانو! خدا کے واسطے انصاف کے ساتھ گواہی دینے پر آمادہ رہو، اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کی باعث نہ بنے کہ تم معاملات میں ان کے ساتھ انصاف نہ کرو۔ ہر حال میں انصاف کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔

عفو و درگذر:

عدل کا مقتضا یہ بھی ہے کہ مجرموں کو ان کے جرم کی پوری سزا دی جائے اسلام کی عدالت میں ان کے ساتھ کوئی رُو رعایت نہیں ورنہ معاشرہ اور حکومت کسی کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن ذاتی معاملات میں عدالت سے باہر مظلوم کو جس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کی گئی اس کا حق دیا گیا ہے، کہ وہ چاہے تو برابر کا بدلہ لے لے، اور چاہے معاف کردے لیکن عفو و درگذر کا درجہ بلند قرار دیا ہے۔

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ (شوریٰ ـ ۴۰)

اور برائی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے لیکن جو شخص معاف کردے اور صلح کرلے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے، اور وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

ایک دوسری آیت میں ہے،

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ (سورہ نحل: آیت: ۱۲۶)

اور اگر تم پر سختی کی گئی تو تم بھی ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی۔ اور اگر تم صبر سے کام لو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

عفو و درگذر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور غفار و غفور اس کے اسمائے حسنیٰ میں ہیں جن کا ذکر کلام مجید میں بار بار آیا ہے اور یہ آیت تو اُس کے عفو و درگذر اور رحمت و مغفرت کا منتہائے کمال ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (زمر: ۵۶)

اے میرے بندو! جنھوں نے (گناہ سے) اپنے اوپر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ معاف کردیتا ہے اور بیشک وہی تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بھی عفو و درگذر کی توقع کرتا ہے، غصہ کا ضبط اور عفو و درگذر ان اوصاف میں سے ہے جن کا صلہ مغفرت اور آسمانوں اور زمین کی جیسی وسیع جنت ہے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (آل عمران: ۱۳۴)

اور اپنے پروردگار کی بخشائش اور جنت کی طرف لپکو، جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین کے جیسا ہے جو ان پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے جو تنگدستی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو گھونٹ جاتے ہیں، اور لوگوں سے درگذر کرتے ہیں اور نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

عفو و درگذر کے صلہ میں خدا درگذر کرنے والے کے گناہوں کو معاف کرتا ہے:۔

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (نور: ۲۲)

اور چاہئے کہ وہ (خطا کو) معاف کردیں اور درگذر سے کام لیں کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم کو معاف کرے، اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے،

برائی کا جواب بھلائی سے دینا بڑے حوصلہ کا کام ہے، اس سے دشمن دوست بن جاتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي

(باقی ص ۳۰ پر)

اسلام میں چوری کی حد: اور اہل مغرب کا فقرہ

محمد اسجد قاسمی ندوی

اس حقیقت کے اظہار میں کوئی تردّد نہیں ہوسکتا کہ اسلام حقوق انسانی کا سب سے بڑا محافظ ہے اسلامی تعلیمات میں عدل، راستی سلامتی اور اعتدال کا جوہر موجود ہے اس کی نظیر پیش کی جانی ناممکن ہے۔

المیہ یہ ہے کہ یورپ میں وقتاً فوقتاً اسلام میں حقوق انسانی کے موضوع پر تبصرے ہوتے رہتے ہیں اور الٹے سیدھے الزامات اور طعنوں سے اسلام پر حملہ کیا جاتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ یہ سارا شور و غوغا یا تو محض تعصب تنگ نظری، انکار حقیقت اور فتنہ پروری کے جذبات کے پیش نظر کیا جاتا ہے یا پھر اسلامی تعلیمات سے حد درجہ ناواقفیت کی وجہ سے اور یہ واقعہ ہے کہ جن سنجیدہ افراد نے وہاں بھی اسلام اور اسلامی قانون کا بغور مطالعہ کیا ہے انھوں نے اسلامی تعلیمات کے اعتدال اور جامعیت کو سراہا ہے اور بہت سے مواقع پر متعدد مسائل میں اسلامی قانون کی تنفیذ و اجراء کی صدا بھی لگائی ہے۔

اسلام نے مختلف جرائم کی جو سزائیں اور حدود متعین کی ہیں انھیں کو یورپ میں سب سے زیادہ ہدف ملامت بنایا جاتا ہے اور انھیں انسانی حقوق کے ساتھ ظلم اور ناانصافی قرار دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر چوری کی حد ہاتھ کاٹنے پر بڑا واویلا مچایا جاچکا ہے۔ حالانکہ اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ یہ سزا بھی حقوق انسانی ہی کی حفاظت کے لئے ہے۔

اسلام انسانوں کے مال کا احترام کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مال مدار زیست ہے، پھر اسلام بنی نوع انسان کی ملکیت مال کا بھی احترام کرتا ہے کیونکہ یہ ملکیت مقتضائے فطرت بشری ہے نشاط و حرکت کا باعث ہے اور عدل و انصاف کی طرف داعی ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس حق مالی کو مقدس ترین قرار دیا ہے اور کسی کو دوسرے کے مال میں بلا اجازت تصرف کا اختیار بھی نہیں دیا ہے۔ فرمایا گیا ہے: اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقے سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔ (البقرۃ: ۱۸۸)

نیز فرمایا گیا "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ آپس کی رضامندی سے لین دین ہونا چاہیئے (نساء: ۲۹)

اس لئے اسلام نے چوری لوٹ مار، مال اچکنے، خیانت، دھوکا، فریب، ناپ تول میں کمی، رشوت وغیرہ ہر گناہ سے سختی سے منع فرمادیا ہے۔ چوری کے معاملہ میں اسلام کا موقف بیحد سخت اور حکیمانہ ہے، جس ہاتھ سے چوری کی ہے اسی کو کاٹنے اور اس عضو فاسد کو الگ کردینے کا حکم دیا ہے ظاہر ہے کہ پورے جسم کو محفوظ رکھنے کے لئے صرف ایک حصہ یعنی ہاتھ کو کاٹ دینا عین مقتضائے حکمت ہے اور اس سزا میں دو اہم پہلو پیش نظر ہیں ایک تو انتقامی یعنی مظلوم و فریادی کے جذبات کی تسکین۔ دوسرے انتظامی یعنی آئندہ کے تمام ممکن مجرموں کی ہمت شکنی، حوصلہ شکنی اور پوری طرح سے اس جرم کا انسداد۔

یہ سزا بظاہر تو بڑی سخت معلوم ہوتی ہے مگر شریعت اسلامی کی حکمت و مصلحت کا اندازہ بغور دیکھنے سے ہوتا ہے، جان و مال کی حفاظت اور جرم کے سدّباب کا اس سے زیادہ مؤثر طریقہ کوئی اور نہیں ہوسکتا تھا۔ پھر یہ حد ہر چوری پر نہیں ہے اس کی بھی شرائط اور قیود ہیں، ایک تو یہ ہے کہ چور بالغ اور عاقل ہو، بچہ اور دیوانہ نہ ہو، دوسرے یہ کہ مال نظر بچا کر لے گیا ہو، غاصب اور اُچکا نہ ہو، ان کی سزائیں دوسری ہیں۔ تیسرے یہ کہ مال کسی کی ملک ہو، غیر مملوک مال مثلاً کفن وغیرہ کی چوری پر حد نہیں ہے۔ چوتھے یہ کہ مال کسی غیر کی غیر مشترک ملک ہو، چور کے اپنے مال کے ساتھ مخلوط و مشترک نہ ہو، پانچویں یہ کہ مال کسی حد تک حفاظت میں ہو اور پھر بہت معمولی رقم کی چوری پر بھی حد نہیں ہے۔ اس کے لئے دس درہم کی مقدار ہونی چاہیئے۔ ان شرائط کے ساتھ حد نافذ کی جائے گی۔ پورے عہد خلفائے راشدین میں جو تقریباً ۳۰ برسوں پر محیط رہا ہے، صرف چار بار یہ حد نافذ کی گئی ہے اور اس کے نتیجہ میں عرب کے وہ علاقے جہاں لوٹ مار، چوری و غارت گری اور قتل و خون کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا یکایک پرامن ہوگیا

اور صرف چار ہاتھوں کے کٹنے سے نہ جانے کتنی جانیں محفوظ رہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے "اور چور خواہ عورت ہو یا مرد، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا۔ اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا و بینا ہے (المائدہ: ۳۸)

اسلام نے افراد اور جماعت دونوں کے لئے امن و امان اور سکونِ خاطر کا جو کامل ترین بہترین نظام قائم کیا ہے، چور اس میں رخنہ ڈالتا ہے اور اس ساری فضا کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس پر حد کی سزا ہے، اللہ نے اس آیت میں اپنی صفتِ عزیز لاکر یہ یاد دلادیا کہ وہی حاکم مطلق ہے وہ جس جرم کی جو سزا چاہے مقرر کردے، کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں پہونچتا۔ اور صفتِ حکیم سے اس طرف اشارہ کردیا کہ اس کا کوئی سا بھی حکم حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس نے چوری کی بھی سزا وہی مقرر کی جو فرد اور جماعت دونوں کی مصلحتوں کے عین مطابق ہے (تفسیر ماجدی)

اب جو حضرات اسلامی سزاؤں کو حقوقِ انسانی کے منافی تصور کرتے ہیں اور بڑے شد و مد سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں انھیں اس طرف بھی دھیان دینا چاہیے کہ شریعتِ اسلامی نے حدودِ شرعیہ کی تنفیذ کے لئے اپنے مقرر کردہ ضابطہ کے بالکل مطابق جرم کی تکمیل، اور اس کے ثبوت کی بھی ایسی تکمیل کی شرط عائد کردی ہے جس میں شبہ کا ادنیٰ سا بھی احتمال بھی باقی نہ رہے، یہ شریعتِ اسلامی کی حکمت ہے کہ وہاں اگر ایک طرف جرائم کی سخت سزائیں مقرر ہیں تو دوسری طرف تنفیذِ حدود میں بے حد احتیاط بھی ملحوظ ہے حدود میں شہادت کا ضابطہ و معیار بھی اور معاملات کے ضابطۂ شہادت سے مختلف اور محتاط ہے جس میں تھوڑی سی کمی سے بھی شرعی حد تعزیر میں منتقل ہوجاتی ہے، چنانچہ اسی وجہ سے حدود شرعیہ کی تنفیذ کی نوبت بہت کم ہی آتی ہے ہاں جب بھی جرم کی تکمیل کے ساتھ ثبوت بھی مکمل ہوجائیں تو پھر حدود نافذ ہوتی ہیں۔ اور یہ عبرتناک سزائیں بہت عرصہ تک لوگوں کے دل و دماغ پر اپنی ہیبت مسلط کر دیتی ہیں جن کے نتیجہ میں امنِ عام کو فروغ اور جرائم کا انسداد ہوتا ہے۔

جن جگہوں پر ان حدود کو مذاق اور ظلم باور کیا جاتا ہے، وہاں جرائم کے دروازے کھلے ہیں، اور مجرم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں جیل کی چند روزہ سزا کاٹنی ہے اور پھر اپنی مہم میں لگ جاتا ہے، جیل خانوں میں رہ کر وہ اپنے اگلے جرائم کا خاکہ بناتے ہیں، پروگرام بناتے ہیں اور جیل کے قیام کو اپنی مصروفیات کا انٹرول باور کرتے ہیں۔

مگر جہاں ان حدود کا کسی درجہ میں بھی لحاظ ہے وہاں کا معاشرہ کتنا پُرامن ہے، لوگ کتنے محفوظ اور بے خوف ہیں، اس کا اندازہ وہاں جاکر کیا جاسکتا ہے، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انھوں نے ایک مجرم کو سزا دے کر پورے معاشرے کی حفاظت کی ہے، ورنہ کسی مجرم پر ترس کھانا پورے معاشرہ پر ظلم اور امنِ عام کو منتقل کرنے کے مرادف ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی وسعتِ رحمت کے باوجود حدود کے معاملہ میں یہ تاکید فرمائی ہے کہ "مجرموں پر حدود اللہ جاری کرنے میں کوئی ترس کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملہ میں تم کو دامنگیر نہ ہو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (النور: ۲) نیز قصاص کو عالمِ انسانی کی زندگی سے تعبیر کیا ہے، عقل و خرد رکھنے والو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے امید ہے کہ تم اس قانون کی خلاف ورزی سے پرہیز کروگے۔ (البقرۃ: ۱۷۹)

یعنی قصاص میں سماج کی زندگی ہے، جو سماج انسانی جان کی بے حرمتی کرنے والوں کی جان کو محترم قرار دیتا ہو۔ وہ دراصل اپنی آستین میں سانپ پالتا ہے، ایک قاتل کی جان بچانا بہت سے بے گناہوں کی جانیں خطرہ میں ڈالتا ہے

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ چوری کی یہ حد صرف شریعتِ محمدیؐ میں نہیں رہی، توراۃ و انجیل وغیرہ میں بھی اس کا ذکر ہے، توراۃ میں یہ تصریح ہے کہ نقب زن کی جان سے امان اٹھ جاتی ہے، کوئی اسے قتل کردے تو اس کے خون کا بدلہ نہیں اگر چور سیند مارتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی اسے مار بیٹھے اور وہ مرجائے تو اس کے لئے خون نہ کیا جائے گا۔ (خروج۔ ۲۲: ۲) مزید یہ بھی مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائیوں بنی اسرائیل میں سے کسی کو چرانے میں پکڑا جائے اور اس کا بیوپار کرے یا اُسے بیچ ڈالے تو چور مار ڈالا جائے اور شر کو دفع کیا جائے (استثناء۔ ۲۴: ۷) انجیل میں بھی یہ ذکر ہے کہ چور کو جیسے بھی موقع ملے مارو اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ آنکھ پھوڑ ڈالو۔

دنیا کے اور قوانین میں بھی چوری کی سزا بس ایک طویل مدت تک اسیری رہی ہے کہیں جلاوطنی، کہیں قطع اعضاء اور کہیں پھانسی یا کسی اور طرح سے ہلاکت، اسلام نے ہاتھ کاٹنے کی سزا متعین کی ہے اور اس کے لئے بھی سخت شرطیں لگادی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک چوری کے جرم کا مکمل ثبوت نہ ہو یا قحط عام کے حالات ہوں یا جنگی حالات ہوں یا چور نہ

مخبوط الحواس ہو یا بیحد بھوکا ہو اور جان بچانے کی خاطر کھانے کے لئے چرا رہا ہو یا یہ جرم ایسے معاشرہ یا ملک میں ہو رہا ہو جہاں اسلامی نظام نہ ہو، غیر دینی اور ملحدانہ نظام ہو تو ان تمام صورتوں میں حد نافذ نہ ہوگی لیکن حد کی عدم تنفیذ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چور کو بالکل سزا نہ دی جائے اور آزاد چھوڑ دیا جائے بلکہ دارالاسلام میں امام المسلمین اور دوسری جگہوں پر ذمہ دار حضرات اپنی صوابدید کے مطابق ضرور سزا دیں، قرآن کے اسلوب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص چوری کا عادی ہوچکا ہو اسی کو حد کی سزا دی جائے گی

مغربیت زدہ افراد جو ہاتھ کاٹنے کو ظالمانہ سزا قرار دیتے ہیں اور اسے تہذیب و ثقافت کے منافی اقدام سمجھتے ہیں اور جیل میں قید کی سزا کو کافی باور کرتے ہیں ان کا یہ نظریہ کسی بھی طرح حکیمانہ اور دانشمندانہ قرار نہیں دیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی اسلامی حدود کا نفاذ نہیں ہے اور جیل کی سزا پر اکتفا ہے وہاں جرائم میں آئے دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ چوروں کی تعداد میں بہت زیادتی ہورہی ہے، وہاں قید خانے مجرموں سے اٹے پڑے ہیں۔ اور امن و سکون کا سارا ماحول رخصت ہوچکا ہے۔ اس لئے کہ مجرم کے دل سے جرم کی شناخت کا احساس نکل گیا ہے، وہ جیل کی سزا نہیں مہلت و آرام سمجھتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ چوری کرکے مجھے جیل میں آرام ملے گا، وہاں کھانا بھی میسر آئے گا اور کپڑا بھی، وہ اپنی مدت جیل میں پوری کرکے نکلتا ہے اور پھر پوری ہمت و قوت اور دیدہ دلیری کے ساتھ دوبارہ اپنی مجرمانہ سرگرمیوں میں لگ جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یورپی ممالک میں پیش آمدہ مجرمانہ واقعات کی تفصیلات کا جائزہ لینے سے یہی حقیقت سامنے آرہی ہے کہ وہاں جرائم کا سلسلہ روز افزوں ہے، یومیہ تناسب بڑھتا جارہا ہے اور ہر آنے والا دن پچھلے دن سے زیادہ خراب ثابت ہورہا ہے اور ان سب خرابیوں کی جڑ یہی ہے کہ مرض بڑھتا جارہا ہے اور مرض کی صحیح تشخیص اور سودمند دوا کی تجویز سے ان کج عقلوں کا دماغ قاصر ہے اس مرض کا صحیح حل اور واحد علاج یہی ہے کہ مجرم پر اسلامی اصول کی روشنی میں حد کا نفاذ ہو چور کا ہاتھ ثبوتِ جرم کے بعد کاٹا جائے۔ چند محدود افراد پر یہ حدود نافذ کی جائیں گی تو پورا معاشرہ پُرامن اور جرائم سے پاک ہوجائے گا۔

اسلامی قانون کی کاملیت، جامعیت اور تاثیر ہی ہے کہ آپ مغربی ممالک میں بھی بعض حلقوں سے حدودِ اسلامی کی تنفیذ اور اسے انسدادِ جرائم کا واحد حل قرار دیئے جانے کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔

یہ آواز سب سے پہلے ایک عیسائی پادری پوپ "رابرٹ مائک کونٹس" نے لگائی ہے اس کے گرجا پر چوروں نے دو بار حملہ کرکے بڑے قیمتی سامان چرالئے، ۵ صدی قبل کے محفوظ مذہبی کاغذات اور سامان ہتھیالئے۔ پادری نے اس واقعہ پر اپنے شدید غضب اور ردِّ عمل کا اظہار کیا ہے اور گرجا میں آنے والے تمام زائرین اور پریس رپورٹرس کے سامنے یہ موقف بڑی وضاحت اور جرأت سے پیش کیا ہے کہ ان چوروں کا علاج صرف ایک ہے اور وہ اسلام کی حدِ سرقہ ہے جس کے بموجب ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جانے چاہئیں۔ پادری نے اپنے موقف کی تائید میں انجیل کی عبارتیں بھی پیش کی ہے جن میں یہ وضاحت ہے کہ "اگر تمہارا ہاتھ تم کو گناہ کی دعوت دے رہا ہو تو اسے کاٹ ڈالو۔ اس زندگی میں بلا ہاتھ کے جینا مرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کے ساتھ جہنم میں جانے سے کہیں زیادہ بہتر اور آسان ہے۔" پادری نے یہ بھی کہا کہ "حضرت عیسیٰ اس معاملہ میں بالکل منشرح اور علیٰ وجہ البصیرۃ تھے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے یہی اس کی سزا ہے، اب اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی مخصوص کمیٹی بناکر اس سزا کی تنفیذ کا معاملہ اسی کے سپرد کردیا جائے، مجھے معلوم ہے کہ میرے اس موقف پر بڑی نکتہ چینیاں ہوں گی، لیکن میں جو درست سمجھتا ہوں اس کو برملا کہنے میں مجھے کوئی باک نہیں ہوتا۔"

اس روشنی میں یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ اسلام نے حدود و تعزیرات کا تمام تر نظام حقوقِ انسانی ہی کی حفاظت کے لئے قائم کیا ہے جو اسلام میدانِ جنگ میں دشمنوں کا حق پہچانتا اور حکم دیتا ہے کہ عورت، بچہ، بوڑھا، مذہبی عالم آجائے اور وہ تمہارے خلاف جنگ میں شریک نہ ہو تو اس سے ہاتھ روک لو، جو قیدیوں کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کرتا ہے، جو معاف کرنے اور صبر کرنے کو انتقام سے کہیں زیادہ بہتر اور عزیمت قرار دیتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ حدود کے باب میں حقوقِ انسانی پر ظلم کرے گا۔

جن لوگوں نے اسلامی سزاؤں کے ان دور رس اثرات و نتائج پر غور نہیں کیا ہے جس سے امنِ عالم کی فضا ہموار ہوتی ہے وہی اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ اسلامی سزائیں ظالمانہ ہیں۔

اسلام میں جزا و سزا کے تمام قوانین اس مالکِ حقیقی کی طرف سے متعین کئے گئے ہیں جو بندوں کے مزاج و طبیعت کو خوب جانتا ہے۔ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

توبہ و استغفار کی خیر و برکت

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

گناہ ایک سنگین و مہلک ترین روحانی مرض ہے۔ اللہ کی نافرمانی اور گناہ وہ مرض ہے جس سے انسان کے قلب میں زنگ لگ جاتا ہے اور قلب سیاہ ہو جاتا ہے لیکن اس کا بہترین علاج اور تریاق توبہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ اور غلطی اور گناہ کرنا اس کی جبلت میں داخل ہے، مگر بہترین گناہگار وہ ہے جو اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائے اور اپنے کئے پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے معافی مانگے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

توبہ کیا ہے؟

دراصل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام توبہ ہے ایک یہ کہ جو گناہ سرزد ہو جائے اس پر دل سے ندامت و شرمندگی اور پشیمانی ہو، دوسرے یہ کہ جو گناہ ہوا اس کو فوراً چھوڑ دے، تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمم (پکا ارادہ) ہو۔ ان ہی تین چیزوں کے مکمل ہونے پر توبہ تکمیل تک پہونچتی ہے۔

قرآن و حدیث میں توبہ کرنے والوں کے لئے خوشخبری اور بشارت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسندیدگی اور محبوبیت کی نظر سے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (سورہ بقرہ: ۲۲۲)

(بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے)۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (سورہ زمر ۵۳ تا ۵۵)

اے محمد (آپ میری طرف سے میرے بندوں سے کہیے کہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے خدا کی رحمت سے تم (کبھی) ناامید مت ہو (اور یہ خیال مت کرو کہ تمہاری بخشش نہیں ہو سکتی۔ اگر تم شرک کفر اور بغاوت کی زندگی سے نکل آؤ۔ اور توبہ کرلو تو بخشش کا دروازہ تمہارے لئے بھی کھلا ہوا ہے) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشتا ہے وہ بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے (پس اگر اللہ کی بخشش چاہتے ہو تو توبہ کرلو اور رجوع ہو جاؤ اور اپنے رب کی طرف اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرو قبل اس کے کہ (کفر و شرک کی پاداش میں) تم پر عذاب آجائے اور پھر کسی طرف سے تم کو کوئی مدد نہ مل سکے۔ اور (بغاوت و معصیت کی زندگی چھوڑ کے) پیروی اختیار کرلو اس بہترین شریعت کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ قبل اس کے کہ اچانک تم پر خدا کا عذاب آپڑے اور تمہیں اس کا خیال بھی نہ ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ (ہر انسان خطا کار اور گنہگار ہے مگر بہترین خطا کار وہ ہے جو اللہ سے توبہ اور اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے)

گناہوں کی تلافی کا کیا طریقہ ہے؟

توبہ کی یہ صفت انسان کو کامیابی کے بلند مدارج تک پہونچاتی ہے اسی سے دل کا سیاہ دھبہ دور ہو سکتا ہے اس توبہ ہی سے بڑے بڑے گناہگار اور مایوس لوگ منزل مراد سے ہمکنار ہوتے ہیں کتنے ہی بڑے بڑے گنہگاروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض حال کیا تو آپ نے ان کی مایوسی دور کرکے انھیں حوصلہ بخشا اور خوشخبری دی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: اللہ کے رسولؐ! میں نے کتنے اور ایسے گناہ اپنی زندگی میں کئے ہیں کہ اگر ان گناہوں کو دنیا کے تمام انسانوں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب جہنم میں چلے جائیں اللہ کے رسولؐ! کیا ان گناہوں کی تلافی کا کوئی طریقہ ہے؟ آپؐ نے اس کو اپنا ایمان تازہ کرنے اور اللہ کی طرف رجوع ہونے کی تلقین فرمائی، تو اس شخص کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔

حدیث شریف میں ایسے کتنے ہی واقعات ہیں کہ گناہوں سے بجھے ہوئے دل روشن چراغ بن گئے۔ اور انھیں دنیا کے انسانوں کو صحیح راہ دکھانے کی سعادت حاصل ہو گئی۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس طرح پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے اسی طرح (گناہ سرزد ہونے سے) دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ کے رسولؐ! اس زنگ کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

انسان کے اعمالِ بد کی سیاہی

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے:

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول صلی الله علیه وسلم قال: اِنَّ العبد اذا اَخْطَأَ خَطِیْئَۃً نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ فَاِنْ ھُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَتْ فَاِنْ عَادَ زِیْدَ فِیْھَا حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَہٗ فَذَالِکَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی: کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ اس گناہ سے باز آجاتا ہے اور معافی مانگ لیتا ہے تو یہ سیاہ دھبہ مٹا دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ اس گناہ کا اعادہ کرتا ہے تو سیاہ دھبہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ بس یہی وہ "رَین" کی کیفیت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا۔" کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ

انسان کے کردار کو بنانے اور بگاڑنے میں اس کے دل کا بڑا اہم رول ہوتا ہے اگر دل پاک صاف اور خوف الٰہی سے معمور ہے تو کردار بھلائیوں کا علمبردار بنتا ہے۔ اور اگر دل خوفِ الٰہی سے خالی اور تقویٰ و پرہیزگاری سے عاری ہو تو کردار داغدار ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ دل انسان کا کردار بنانے اور بگاڑنے میں بڑا مؤثر رول ادا کرتا ہے۔

ارشاد نبویؐ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو سب سے پہلے اس گناہ کا اثر اس کے دل پر پڑتا ہے جو سیاہ دھبہ کی شکل میں نمایاں ہوتا ہے یہ گویا کردار کے زنگ آلود ہونے کی ابتدائی علامت ہے اگر ابتدائی مرحلہ ہی میں انسان اپنی اخلاقی بیماری پر آگاہ و متنبہ ہو کر گناہ اور معصیت کو چھوڑ کر توبہ و استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس سیاہ دھبہ کو زائل فرما دیتا ہے۔ لیکن اگر اس نے اس کی فکر نہ کی اور توبہ و استغفار کا دامن نہیں تھاما تو انسان گناہوں کے سمندر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اور اس سے نکلنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ دراصل جو دل خوف الٰہی سے معمور ہوتا ہے وہ انسان کیلئے دنیا و آخرت میں فلاح و نجات کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

دل پر یہ سیاہ دھبہ دراصل انسان کے اعمال کی سیاہی ہے اور اسی کیفیت کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں "رَین" ہے جو مذکورہ آیت میں کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ" میں فرمایا گیا ہے جس کا ترجمہ ہے: ہرگز نہیں ان کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے:

جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست رہے تو پورا جسم درست رہتا ہے لیکن اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، لوگو! یاد رکھو گوشت کا یہ لوتھڑا دل ہے۔

توبہ اور استغفار کی کثرت کیجیے

بحیثیت مسلمان مومن بندوں کو کثرتِ توبہ و استغفار کے ذریعہ اپنے دلوں سے معصیت کے زنگ کو زائل کرتے رہنا چاہیے اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ اخلاق و کردار کا برابر اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے تاکہ وہ دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں کیونکہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بخشش کے لئے پھیلا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورہ نور: ۳۱)

اے ایمان والو! اللہ کی طرف سب مل کر توبہ کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

دوسری جگہ فرماتا ہے

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (سورہ نساء: ۱۱۰)

جو کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور اللہ سے بخشش چاہے، تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے۔ یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلے (یعنی قیامت کا دن آجائے) (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا، اللہ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ (جاں کنی کی) خرخراہٹ نہ شروع ہو (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور دن میں ستّر مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں (بخاری)

حضرت اغر بن یسار مزنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی غفلت کا اثر ہو جاتا ہے میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ہم نے مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (اے اللہ مجھے معاف کردے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ بلاشبہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے) پڑھتے ہوئے شمار کیا (ابوداؤد)

توبہ کی خیر و برکت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص استغفار میں پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی کو دور کردے گا اور ہر غم سے خلاصی دے گا۔ اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

حضرت بلال بن یسار بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" پڑھا تو اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ چاہے وہ جنگ سے بھاگ کر آیا ہو۔ (ابوداؤد، و ترمذی)

توبہ و استغفار کی بہترین دعا

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سَیِّدُ الاستغفار" یہ ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز و ناتواں سے ہوسکے گا تیرے کئے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق کے وعدے پر قائم رہوں گا۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل و کردار کے شر سے میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا۔ اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے اے مالک و مولا تو مجھے معاف کردے اور میرے گناہ بخش دے تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

جس بندے نے اخلاص کے ساتھ دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

دنیاوی مضرت سے حفاظت کے لئے دعا

حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) تم قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) اور "معوذتین" (سورۂ ناس، سورۂ فلق) تین بار پڑھ لیا کرو ہر چیز کے لئے تمہارے لئے یہ کافی ہوگی، (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین دفعہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اس کو کوئی مضرت نہیں پہنچے گی اور کسی حادثے سے دوچار نہیں ہوگا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" اس کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ (ترمذی)

اللہ رب العالمین ہر قسم کے منکرات و فواحش، شرور و فتن اور معاصی و گناہوں سے بچنے اور کثرت سے توبہ و استغفار کرنے کی توفیق دے اور ایسے اعمال صالحہ اختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائے جو دنیا و آخرت میں فلاح و نجات کا سبب بن سکیں۔

(در رحمت کے ہیں ہر دم کھلے)

کانگو کے صدر کے مشیر نے اسلام قبول کرلیا

میرا اسلام قبول کرنا حق کی تلاش و جستجو کا نتیجہ تھا

تحریر: ال الذبیب ——— ترجمہ: مسعود حسن حسنی

حق کے سلسلہ میں تلاش و کوشش کا پھل اس وقت ملتا ہے جب خواہشات کی اتباع سے آدمی محفوظ ہوجائے اور اللہ کی توفیق سے وہ اپنی منزل مقصود کو حاصل کرے اس کا دل اس پر مطمئن ہوجائے۔ اور اس کو مکمل سکون نصیب ہو۔ ابوبکر جو کہ کانگو کے صدر کے مشیر ہیں اور انٹلی جینس کے شعبہ کے ذمہ دار ہیں ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی تلاش و جستجو اور اپنی کوشش سے اس عظیم خزانہ (اسلام) تک پہونچے۔

ابوبکر کہتے ہیں: نصرانیت کے بگاڑ اور کمزوریوں سے میں پریشان تھا جس کی وجہ سے میں صحیح دین کی تلاش و جستجو میں رہتا تھا۔ تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت کرسکوں اسی دوران اچانک مسلم کمیونٹی سے میرا رابطہ قائم ہوگیا، چنانچہ میں ایک رہبر کے ساتھ قریب کی ایک مسجد کے امام سے ملا۔ امام صاحب نے توحید کے عقیدہ کی وضاحت کرنے کے ساتھ اسلام کے بعض احکام مجھ پر واضح کئے، مجھے کچھ کتابیں دیں، میں ان کتابوں کو اپنے گھر لے گیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ ان کتابوں کے پڑھنے سے ہر لحظہ میرے اس یقین میں اضافہ ہوتا گیا کہ دین حق اسلام ہی ہے۔ اس کے بعد میں پھر مسجد میں حق کی گواہی کا اعلان کرنے آیا۔

اور وہ کہتے ہیں؟ عجیب و غریب بات یہ ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جب میری بیٹی نے بذات خود تعلیم حاصل کرنے کے لئے برطانیہ کا سفر کیا۔ اور اس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ اس کا قیام ایک مسلمان خاندان میں رہا۔ اور اس نے اپنے ساتھ ان کے سلوک اور ان کے اخلاق کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ اس نے ان سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اور ایک دن اس نے مجھے فون پر بتایا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اپنا نام مریم رکھا ہے۔

اس نے مجھ سے کہا: مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میری خادمہ بھی اسلام کی طرف مائل ہے، لیکن اس کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے میں یہ نہیں سمجھ پارہی ہوں کہ میں اس کو اسلام سے کیسے متعارف کراؤں اور کس طرح اسلام کی طرف راغب کردوں، میں سوچ رہی ہوں کہ اسلام کے متعلق کچھ کتابیں اس کے لئے خرید دوں۔

میں نے اس سے کہا: تم اسے اسلامی دعوت کے مرکز کیوں نہیں لے جاتیں، جبکہ وہ تمہارے گھر سے قریب بھی ہے۔ اس نے پوچھا یہ مرکز کیا ہے؟

میں نے پھر تاکیداً اس سے کہا: تم اسے اسلامی دعوت کے مرکز پہونچاؤ جہاں دینی و اصلاحی پروگرام ہوتے ہیں۔ وہاں ایسے لوگ مل جائیں گے جو اس کی زبان میں اس سے بات کریں گے، اور اسلام کی دعوت دیں گے اور اگر اس کو کوئی اشکال ہوگا تو اس کا جواب بھی دیں گے کتابیں اور کیسٹ بھی اسے دیں گے، اور اس طرح ہفتہ واری لکچرز میں حاضر ہونے کا دروازہ بھی اس کے لئے کھل جائیگا۔ اس کو وہاں جلد لے جاؤ تاکہ وہ اسلام قبول کرلے اور تمہیں زبردست اجر مل سکے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تمہارے ذریعہ ایک آدمی بھی اگر راہ راست پر آجائے تو تمہارے لئے یہ چیز سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔"

اگلے دن وہ مجھ سے ملیں اور خوشی میں کلمۂ شہادت کا ورد کررہی تھیں، انھوں نے کہا: کہ میں تمہیں خوشخبری دیتی ہوں کہ میری خادمہ نے اسلام قبول کرلیا، کیا اتنی جلدی، کب؟ اور کیسے؟ اور کہاں؟ ہاں، کل میں اس کو دفتر میں لے گئی جہاں اسلامیات پر درس ہوتا ہے۔ اتفاق سے کل کا دن اسی کی زبان میں درس کا دن تھا۔

میں اور میرے شوہر خادمہ کو لے کر وہاں گئے اور وہاں چھوڑ آئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ہم دونوں اس کو واپس لینے گئے۔ اور جیسے ہی میرے شوہر دفتر میں داخل ہوئے انھوں نے وہاں کام کرنے والوں کو اس کو اسلام کی مبارکباد دیتے ہوئے پایا، وہ حدیث رسولؐ سن کر ہی اسلام لے آئی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اپنا نام تبدیل کرلیا۔ اس حال میں وہ آئی کہ بہت خوش تھی (خوشی اس سے پھوٹی پڑ رہی تھی)

سبحان اللہ!۔ ایک گھنٹہ کے اندر وہ اسلام لے آئی، غیر ملکوں سے آئی ہوئیں کتنی عورتیں ہمارے پاس موجود ہیں ضرورت ہے کہ انھیں اسلام سے واقف کرایا جائے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کی زبان کو جاننے

(باقی ص ۱۴ پر)

محمد طارق ندوی

سوال و جواب

س:۔ زکوٰۃ کی رقم سے میت کو کفن دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جائز نہیں ہے، زکوٰۃ کے لئے مالک بنانا ضروری ہے اور میت مالک نہیں بن سکتی ہے۔

س:۔ ایک شخص کے پاس کافی دولت ہے مگر حج نہیں کرتا۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے اوپر ذمہ داریاں بہت ہیں، شرعاً ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ شخص کے پاس اتنی دولت ہے جس سے اس کے اوپر حج فرض ہو جاتا ہے اور حج نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا۔

س:۔ ایک شخص بہت بیمار ہے کیا وہ حج بدل کرا سکتا ہے؟

ج:۔ حتی الامکان علاج کرائے اگر شفایاب ہو جائے تو خود حج کرے ور۔ اخیر وقت میں جب خود جانے سے مایوس ہو جائے تو اس وقت حج بدل کرائے۔

س:۔ کیا عورت نماز جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے؟

ج:۔ جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہیئے عورتوں کو جنازہ کے لئے باہر نہیں جانا چاہیئے۔

س:۔ نادار بہن بھائیوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:۔ ہاں زکوٰۃ بہن بھائیوں کو دینا جائز ہے جبکہ وہ مستحق ہوں۔

س:۔ طلاق دینے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

ج:۔ سب سے پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ طلاق دینا حلال چیزوں میں سب سے مبغوض شئے ہے اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے، لیکن اگر نباہ کی کوئی صورت نہ بن رہی ہو تو طلاق دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پاکی کی حالت میں بغیر تعلق قائم کئے صرف ایک طلاق دے، عدت پوری ہونے پر وہ بائن ہو جائے گی۔ لیکن اگر تین طلاق تین طہر میں بغیر مجامعت کے دیتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن ایک ہی مجلس میں یا ایک طہر میں تین طلاق دینا طلاق بدعی ہے اگرچہ وہ واقع ہو جاتی ہے۔

س:۔ قبرستان کی صفائی کے لئے آگ لگا کر سوکھی گھاس وغیرہ جلانا کیسا ہے؟

ج:۔ جب قبرستان میں آگ لے کر جانے کی ممانعت ہے تو قبروں کے اوپر کی گھاس وغیرہ جلانے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے، صفائی کے لئے دوسری تدبیر عمل میں لائی جائے۔

س:۔ اگر کوئی نمازی قرأت کرتے وقت حروف میں اس طور پر زیادتی کرے کہ معنی میں فساد نہ آنے پائے تو کیا اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی؟

ج:۔ اس صورت میں چونکہ معنی میں فساد پیدا نہیں ہوا اس لئے نماز فاسد نہیں ہوگی

س:۔ کسی دیندار بزرگ شخصیت یا موقر مہمان کی خاطر جماعت کو وقت مقررہ سے مؤخر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ کسی دیندار، بزرگ شخصیت کی خاطر جماعت وقت مقررہ سے مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔

س:۔ اگر قبرستان میں گھاس وغیرہ اُگ آئے تو کیا اس میں آگ لگا سکتے ہیں؟

ج:۔ بہتر یہ ہے کہ خشک گھاس کو کاٹ کر صاف کر دیا جائے۔

اظہارِ تشکر

میں اپنے ان تمام کرم فرماؤں اور اہلِ تعلق کا شکر گذار ہوں جنھوں نے میری رفیقۂ حیات کے سانحۂ ارتحال پر بنفسِ نفیس نماز جنازہ، تدفین میں شرکت فرمائی غریب خانہ پر تشریف لاکر اظہارِ تعزیت فرمایا یا ٹیلی فون فیکس اور خطوط کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار فرما کر مغموم افرادِ خانہ کا غم بانٹا۔ نیز یو این آئی اور اخبارات کے ذمہ داران کا بھی شکر گذار ہوں کہ وہ اس خبر کو دور تک پہونچا کر مرحومہ کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب اور دعاؤں کا ذریعہ بنے۔ ان مدارس کے ذمہ داران کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے اپنے اداروں میں ایصالِ ثواب کا نظم فرمایا۔

ہر کرم فرما کا علیحدہ علیحدہ شکریہ ادا کرنا مشکل ہے اس لئے ان سطور کے ذریعہ اظہارِ تشکر کیا جا رہا ہے۔ والسلام

(مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

مدرس شعبۂ تفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور غیروں میں اسلام کے تعارف کے کام کی ضرورت

پر

دہلی میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ ناظم ندوۃ العلماء کے خطابات

● محمود حسن حسنی ندوی

ہندوستان میں یکساں تعلیم و تربیت کے نام پر اسلامی تعلیم کے خلاف حکومتی سطح پر جہاں مہم چلائی جا رہی ہے وہیں دینی تعلیم و تربیت کی ضرورت و اہمیت پر ملک بھر میں پروگرام منعقد کئے جا رہے ہیں دہلی میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے زیر اہتمام توسیعی خطبات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے پانچویں خطبہ کے لئے ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کو دعوت دی گئی، یکم جولائی ۲۰۰۱ء کو منعقد اس پروگرام میں انھوں نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں فرمایا۔

"جس طرح انسان اپنی خصوصیتوں کی وجہ سے انسان ہے اسی طرح مسلمان اپنی دینی تعلیمات اور اقدار کی وجہ سے مسلمان ہے، اس لئے مسلمان کو اپنے دینی اقدار کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے، بچوں کی دینی تعلیم و تربیت اسی کا ایک اہم حصہ ہے اگر ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں کی تو اس کا پورا خطرہ ہے کہ چالیس سال بعد نقشہ بالکل دوسرا ہوگا۔ ہماری نئی نسل کو ارتداد کی طرف لے جانے کی تمام تر کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں دینی تعلیم و تربیت ہی دین کی حفاظت کی بہتر صورت ہے۔

مولانا مدظلہ نے ملک کی موجودہ صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج جبکہ مسلمانوں کا قدیم اور روایتی نظام تعلیم کمزور ہو رہا ہے، اور ملک کا سیکولر نظام تعلیم اس پر نافذ کیا جا رہا ہے جو صحیح معنی میں سیکولر بھی نہیں ہے بلکہ ایک مخصوص ذہن کا ترجمان ہے۔ اس نظام کے تحت تعلیم پانے والا بچہ ہندو تو ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گاؤں، محلّہ اور قصبہ میں مدارس، مکاتب اور اسلامیہ کالج کھولے جائیں اور ایک جامع نصاب تعلیم تیار کیا جائے اور اس سلسلہ میں دنیا کے اندر پائی جانے والی مسلم اقلیتوں کے تیار کردہ جدید نظام تعلیم و تربیت سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی مولانا نے اردو زبان سیکھنے اور کم از کم اردو رسم الخط سے واقف ہونے پر زور دیا۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے زیر اہتمام لکچر سیریز کے پانچویں لکچر کے موقع پر جس کا عنوان "مسلم معاشرہ میں بچوں کی دینی تعلیم و تربیت" تھا منتخب مجمع نے شرکت کی، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے اساتذہ اور اسٹاف کے لوگوں کے علاوہ اہل علم و فن ماہرین تعلیم و تربیت اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد بڑی تعداد میں موجود تھے

جلسہ کی صدارت ملک کی مشہور معروف شخصیت مولانا سید جلال الدین عمری نے اور نظامت ڈاکٹر قاسم رسول الیاس نے کی۔

جناب مولانا سید جلال الدین عمری نے جو کہ قائم مقام صدر کل ہند جماعت اسلامی بھی ہیں، حضرت مولانا مدظلہ کی دہلی تشریف آوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں جماعت کے مرکز میں بھی مدعو کیا، اور وہاں مولانا مدظلہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ استقبالیہ دینے والوں میں جماعت کے اہم ذمہ دار مولانا محمد شفیع مونس اور جماعت کے قیّم جناب محمد جعفر اور دیگر عہدہ داران بھی تھے۔

مولانا مدظلہ نے جماعت کے کاموں خصوصاً غیر مسلموں کی طرف توجہ کے کام کو سراہتے ہوئے کہا کہ برادرانِ وطن کو اسلام سے متعارف کرانے کا کام وسیع پیمانے پر ہونا چاہیئے۔ انھوں نے اس پر افسوس ظاہر کیا کہ برادرانِ وطن اسلام کے بارے میں طرح طرح کے خیالات رکھتے ہیں افسوس کی بات ہے کہ ہم ان کو اذان تک کا صحیح مطلب نہ بتا سکے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان پانچ وقت اکبر بادشاہ کو پکارتے ہیں، غلطی ان کی نہیں غلطی ہماری ہے کہ ہم نے انھیں اسلام سے واقف کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

مولانا مدظلہ نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ جزوی مسائل میں نہ الجھتے ہوئے فریضۂ دعوت و اصلاح کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے باہمی مشوروں سے مشترکہ جدوجہد کرنی چاہیئے۔

مولانا جلال الدین عمری صاحب نے وقفہ کے دوران ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ نصاب تعلیم میں

مشرکانہ عقائد اور کلچر کو شامل کر دیا گیا ہے مسلمان بچوں کو اس کے اثرات سے بچانا ایک سنگین مسئلہ ہے، اس کے سدِ باب کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے فرمایا کہ "یہ ہماری غفلت کا نتیجہ ہے" آپ نے متوجہ فرمایا کہ ہمیں ان اقدامات سے باخبر رہنا چاہیئے جو ہمارے دینی تشخص کو ختم کرنے اور ہماری تہذیب ثقافت کو مٹانے اور تاریخ کو ایک خاص ڈھنگ سے پیش کرنے کے لئے مختلف سطح پر باقاعدہ اور منظم طور پر کئے جا رہے ہیں۔ اس کے لئے ہمارے درمیان رابطہ اور اتحاد کی شدید ضرورت ہے تاکہ ان اقدامات کے خلاف مشترکہ اور مؤثر جد و جہد کی جا سکے! اس کے لئے آئینی اور دستوری بنیاد پر کوششیں کارگر ہو سکتی ہیں لیکن اصل ذمہ داری ہماری یہ ہے کہ تعلیم کے ان مضر اثرات سے بچانے کے لئے ہم اپنے بچوں کے لئے عقیدے اور مذہب کی تعلیم کا بہتر انتظام کریں اور اپنے گھروں میں بھی ان کی تعلیم و تربیت کا پورا خیال رکھیں۔

پروگرام میں مولانا محمد کلیم صدیقی پھلتی نے بھی شرکت کی اور مختصر خطاب بھی کیا جلسہ کا اختتام حضرت مولانا مدظلہٗ کی پُر اثر دعا پر ہوا۔ اور یہ مجلس ایک نئے جذبہ اور حوصلہ کے ساتھ برخواست ہوئی۔

حضرت مولانا مدظلہ دعوت و تبلیغ کے عالمی کام کے مرکز واقع حضرت نظام الدینؒ بھی تشریف لے گئے تھے۔ جہاں ذمہ داروں سے ملاقات کی اور مولانا زبیر الحسن صاحب کاندھلوی کی عیادت کی جو کہ علیل تھے۔

بھٹکل، بنگلور، مدراس، رتنا گری اور ممبئی کے ایک طویل دورے سے واپسی پر حضرت مولانا ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی دہلی میں یہ مصروف ترین ساعتیں تھیں جس کے بعد لکھنؤ ان کی واپسی ہوئی۔

(بقیہ)
قاہرہ کا سفر

نے پوچھا کیا شیخ ابوالحسنؒ نے ازہر میں تعلیم حاصل کی تھی؟ ڈاکٹر مختار نے برجستہ جواب دیا کہ شیخ ابوالحسن نے ازہر میں نہیں پڑھا۔ لیکن ازہر نے ان کو پڑھا ہے اس جملہ سے سب محظوظ ہوئے۔

میرے سفر کا حاصل چند کتابوں کے مطالعہ اور دار الکتب مصریہ سے استفادہ تھا جو خالص علمی دلچسپی کا موضوع ہے اس پر انشاء اللہ آئندہ لکھوں گا۔

---

(۱) مصر میں شاہی نظام کے خاتمہ کے بعد صدر کی حکومت ہوا کرتی تھی، برائے نام مجلس الشورہ کا حوالہ کبھی کبھی دیا جاتا تھا۔ انور السادات مرحوم نے عوامی انتخاب کے ذریعہ دوسری پارٹیاں بنانے کی اجازت دینے کا ارادہ کیا تھا، مگر کر نہ سکے تھے۔ صدر حسنی مبارک نے عوامی انتخاب سے آنے والے افراد کے لئے مجلس الشعب اور اس کے اوپر مجلس الشوریٰ بنائی گئی ہے۔ امیدواروں کے اشتہارات بعض مقامات پر دیواروں پر چسپاں نظر آئے، مجلس الشعب کے صدر (اسپیکر) نے جو یہ کہا کہ اے عزت مآب صدر! آپ نے ہمیں حریت آزادی سے روشناس کرایا۔ یہ اشارہ اسی کی طرف تھا۔ اگرچہ دنیا جانتی ہے کہ مصر و شام، عراق، الجزائر، ہر جگہ اصل حکومت صدر کی ہوتی ہے باقی۔ ؏

کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی
اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

دعائے مغفرت

● دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم جناب مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کے بھانجے اور مولانا اقبال احمد اعظمی مدنی مہتمم مدرسہ معہد الفردوس دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ کے بڑے بھائی نثار احمد کا عین ظہر کی نماز میں سجدہ کی حالت میں ۹ جولائی ۲۰۰۱ء کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : چراغِ نوا
شاعر : رئیس نعمانی
صفحات ۶۴، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت ۳۰/- روپے
ملنے کا پتہ :- ایجوکیشنل بک ہاؤس شمشاد مارکیٹ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

"چراغِ نوا" جو اس وقت پیش نظر ہے جناب رئیس نعمانی صاحب کی نعتوں کا مجموعہ ہے نعت گوئی کا معاملہ عام شاعری سے یکسر مختلف ہے دوسری اصنافِ سخن کے برعکس اس صنف کا دائرہ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود انتہائی محدود ہے یہاں نہ افراط کی گنجائش ہے نہ تفریط کی۔ اس احتیاط کے ساتھ شعر کہنا کہ مقام عبدیت و مقام الوہیت کا امتیاز برقرار رہے اور شانِ رسالت میں بھی کوئی فرق نہ آنے پائے۔ یہی نعت گو شاعر اور نعتیہ شاعری کا کمال ہے اس مجموعہ کی یہی خوبی ہے کہ اس کے مصنف اس کڑی آزمائش میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

اس مجموعہ کے اندر بارگاہِ الٰہی میں دو حمد کے بعد بارگاہ مصطفوی میں تیرہ۱۳ نعتوں ایک سلام اور ایک نعتیہ قصیدہ کا نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، جناب رئیس نعمانی صاحب نے پھر اس کے بعد "نیل المراد" کے عنوان سے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ قصیدہ "بانت سعاد" کو اردو میں منظوم کیا۔ ہے جو ۵۶ اشعار پر مشتمل ہے جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حضرت کعبؓ نے پڑھا تو آپؐ نے اپنے دوش مبارک سے ردائے مبارک اتار کر بطور انعام انھیں عطا فرمائی تھی۔

کتاب کے شروع میں رئیس نعمانی صاحب کی "حرف ناگزیر" کے عنوان سے ایک افتتاحی تحریر ہے جس میں قرآنی آیات کی روشنی میں نعتیہ شاعری کی اہمیت اور نزاکت پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑے بڑے شاعروں اور اہل علم کے بعض اشعار پر تنقید کی ہے۔ اس طرح یہ کتاب اہل علم اور شاعروں کے لئے بھی ایک خاصے کی چیز بن گئی ہے۔

نام کتاب: نماز کی کتاب (ہندی رسم الخط میں)
تالیف :- ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی۔
سائز ۱۳×۲۲ سینٹی میٹر، صفحات ۴۸، قیمت ۷ روپے
ناشر :- صدیقی بک ڈپو اسٹیشن روڈ رودولی (فیض آباد)
ملنے کا پتہ :- ندوی بکڈپو۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔

اردو، ہندی میں نماز کی درجنوں قسم کی کتابوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اس میں کوئی جدت و ندرت نہیں ہے البتہ ہندی دانوں کے لئے نماز سیکھنے میں زیادہ سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے، ساتھ ہی ہندی میں عربی حروف کے مخارج کی ادائیگی کے لئے خصوصی نشانات کا اہتمام کیا گیا ہے، فرض و واجب نمازوں کے ساتھ سنن و نوافل کا بھی ذکر ہے، جمعہ عیدین، میت کے غسل و کفن، نماز جنازہ، دفن اور ایصال ثواب (فاتحہ) کا بیان بھی شامل ہے، جو لوگ اردو سے ناواقف ہیں اور ہندی جانتے ہیں ان کے لئے ایک مفید کتاب ہے۔

نام کتاب: بچوں کی دینیات
مرتب: محمد امیر اللہ خاں
صفحات: ۴۰، سائز $\frac{20\times30}{8}$ خوبصورت سرورق
ملنے کا پتہ: الجامعۃ الاسلامیۃ سراج العلوم محبوب نگر پن کوڈ ۵۰۹۰۰۱ (اے پی)

ماشاء اللہ "بچوں کی دینیات" بچوں کے لئے اچھی کتاب ہے اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد، کلمات کے عنوان سے سکھلائے گئے ہیں اور اصل عربی کلمات مع ترجمہ دیئے گئے ہیں نیز بہت سی احادیث مع متن و ترجمہ، مسنون دعائیں، دینی معلومات، نماز کے فرائض، واجبات اور سنتوں کا ذکر ہے اور بہت سی کارآمد نصیحتیں اور ادبی و اخلاقی باتیں لکھی گئی ہیں اس طرح یہ کتاب بچوں کے لئے مفید بن گئی ہے، البتہ کتاب کی جملہ معلومات کو تین مراحل پر تقسیم کرنا چاہیئے (۱) تعوذ، تسمیہ، کلمۂ طیبہ، کلمۂ شہادت اور اسی معیار کی ابتدائی معلومات (۲) کچھ سورتوں کا یاد کرنا، اذکار و تسبیحات نماز اور اسی معیار کی چیزیں مع کچھ دعائیں و احادیث (۳) بقیہ جملہ معلومات، ان تینوں مراحل کے الگ الگ رکھنا چاہیئے۔ نصیحت کی باتوں میں جن کا معیار بلند ہے اور بڑے ہی ان کا تحمل کر سکتے ہیں، ان کو الگ کر کے کتاب بچوں کے لئے ہی رکھی جائے۔

وضو کے فرائض و واجبات و سنن اسی طرح نماز کے فرائض، واجبات اور سنن وغیرہ کے الگ الگ ہی بیان پر اکتفا نہ کر کے پورے وضو اور پوری نماز کا طریقہ یکجا لکھنا از حد ضروری ہے

مال حرام کی نحوست (بقیہ)

کھایا کرتے تھے، ایک دن وہ غلام آیا اور ایک چیز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مال کیسا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ہی بتا یہ کیسا ہے، اس نے کہا کہ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں میں نے ایک آدمی کے سامنے اپنے آپ کو کاہن ظاہر کرکے دھوکا دیا تھا جبکہ میں کہانت میں ماہر نہیں تھا۔ آج وہ آدمی مجھے ملا اور یہ چیز اس نے مجھے دی جو آپ نے تناول فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی، اور جو کچھ معدہ تک پہونچا تھا اس کو نکال دیا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۲)

اسی طرح امام مالک اور امام بیہقی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ کسی صاحب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دودھ پیش کیا۔ آپ نے اس کو نوش فرمایا۔ آپ کو دودھ بہت اچھا لگا تو دودھ پیش کرنے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ تم کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ فلاں گھاٹ پہ میں گیا تھا۔ وہاں صدقہ اور زکوٰۃ کے جانور اونٹنیاں، بکریاں وغیرہ تھیں، چرواہے ان کا دودھ نکال رہے تھے اور لوگوں کو پلا رہے تھے۔ انھوں نے مجھے بھی دیا، میں نے اس کو اپنے برتن میں رکھ لیا۔ یہ وہی دودھ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔" (مشکوٰۃ ص ۱۶۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مال حرام کی نحوست سے محفوظ فرمائے اور مال حلال کی توفیق سے نوازے۔ (آمین)

ڈاکٹر عبد المعبود خاں کی والدہ کا انتقال

ڈاکٹر عبد المعبود خاں صاحب (گرین کراس لکھنؤ) کی والدہ محترمہ کا طویل علالت کے بعد ۱۵؍ جولائی ۲۰۰۱ء کو انتقال ہو گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نماز جنازہ مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی (ہردوئی) نے ندوۃ العلماء میں پڑھائی اور تدفین ڈالی گنج قبرستان میں ہوئی مرحومہ بڑی نیک اور صاحب خیر خاتون تھیں۔ ان کے انتقال سے ان کے عزیز بیٹے ڈاکٹر عبد المعبود خاں اور اہل خانہ کو بڑا صدمہ پہنچا ڈاکٹر صاحب کی والدہ کا حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ اور دار العلوم ندوۃ العلماء سے عقیدت مندانہ تعلق تھا یہی وجہ تھی کہ ان کے بیٹے ڈاکٹر عبد المعبود خاں صاحب حضرتؒ کی علالت میں آخر وقت تک برابر علاج و معالجہ میں شریک رہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے، اہل خانہ اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔

(بقیہ)
انسانی حقوق و فرائض کے ادائیگی کا حکم

بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰہَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰہَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ (حم سجدہ ۳۴)

اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص برائی کرے، تو اس کا جواب بھلائی سے دو، تو تمہارے اور جس شخص کے درمیان دشمنی ہے وہ گویا جگری دوست بن جائے گا۔ اور اس کی توفیق ان ہی لوگوں کی ہوتی ہے جن میں صبر ہے اور ان ہی کو توفیق ہوتی ہے جن کے بڑے نصیبے ہیں

(جاری)

صفیں کج، چہرے ویراں، دل پریشاں
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر: ۳۴۴۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

میسر ہوا گر ایمان کامل

﴿ایک عالم دین کی قوت ایمانی سے متاثر ہو کر ایک شخص کے ایمان لانے کا حیرت انگیز واقعہ﴾

از: محمد الیاس ندوی بھٹکلی

محترم مولانا ریاض الرحمن صاحب رشادی مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد بنگلور اپنی گوناگوں خصوصیات و امتیازات کی وجہ سے کرناٹک کے علماء میں غیر معمولی احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، وہ اپنی وسعت فکری اور منفرد دعوتی و تعلیمی خدمات کی بناء پر ملت کے علماء اور مدارس کے فارغین کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں، یقین محکم اور عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کی صفات کے ساتھ اقبال مرحوم جس مرد مؤمن کا تصور رکھتے تھے مولانا ان ہی میں سے ایک ہیں، عوام کے درمیان ان کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ۲/۳ کروڑ کی بنگلور کی سب سے بڑی کئی منزلہ خوبصورت جامع مسجد خالص ان مصلیوں کے چندوں سے تعمیر ہوئی ہے جو نماز جمعہ کے لئے یہاں آتے تھے، بنگلور سے باہر تو دور کی بات ہے خود شہر میں بھی وہ مسجد سے باہر کسی کے سامنے تعمیر یا چندہ کے لئے حاضر نہیں ہوئے۔

ان کا سب سے بڑا کارنامہ جو برصغیر کے تمام علماء کے لئے قابل رشک نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ جامع مسجد کے کمروں میں دین کی بنیادی تعلیمات کے ساتھ اسلامی ماحول میں انگلش میڈیم ہائی اسکول و جونیر کالج کا قیام ہے۔ کسی مدرسہ کے فارغ التحصیل سے آج کے اس دین بیزار ماحول میں ڈھنگ سے جب خود مدرسہ چلانے کی امید نہیں رکھی جارہی ہے تو کسی معیاری عصری تعلیمی ادارہ کو قائم کرکے خود اس کا نظام چلانے کا تصور بہت دور کی بات ہے، اس بدگمانی کو عملی طور پر غلط ثابت کرنے والے جامع العلوم انگلش میڈیم اسکول کے بانی مولانا ہی خود اس کے پرنسپل بھی ہیں، اور آج پوری ریاست میں یہ اپنے بلند تعلیمی معیار کی وجہ سے عیسائی اسکولوں کا مقابلہ کر رہا ہے، ادھر مسلسل کئی سال سے حکومتی سطح کے S.S.L.C. کے امتحانات میں اس کے 100 % نتائج خود اپنا سابقہ ریکارڈ توڑ رہے ہیں، اور ۳۰۰۰ سے زائد مسلم طلباء خالص اسلامی ماحول میں عصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بنگلور سے قریب شاہراہ سے متصل ایک وسیع اور خوبصورت قطعہ اراضی پر وہ عصری طلباء کا ایک اقامتی اسکول بھی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ چلا رہے ہیں جہاں ان کا ارادہ ندوۃ العلماء کے طرز پر عصری و دینی تعلیم کے امتزاج کے ساتھ ایک نمونہ کے خالص دینی مدرسہ کے قیام کا بھی ہے، اس کے لئے انہوں نے اپنے مرشد روحانی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے دار القرآن کی ایک مستقل عمارت کا سنگ بنیاد رکھوایا ہے، اور اس کا تعمیری کام آخری مراحل میں ہے۔

مولانا موصوف ادھر مسلسل ۱/۲ سال سے علیل چل رہے تھے، تشخیص کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے دونوں گردے خراب ہو چکے ہیں اور ان کی پیوند کاری ناگزیر ہے، مولانا تو کلا علی اللہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے، اور ایک غیر مسلم نوجوان نے اپنا گردہ عطیہ کرنے کی پیش کش بھی کی، جب پانچ لاکھ کے صرفہ سے ہونے والے آپریشن کے مراحل قریب آگئے تو مولانا کے اندرون سے ایمانی جذبہ نے صدا لگانی شروع کی کہ ایک غیر مسلم کا گردہ لگا کر زندہ رہنے پر ایمانی تاکارہ گردہ کے ساتھ اپنے رب سے جلدی ملنے کو ترجیح دی جائے، ۸۰/۹۰ سال کی طبعی عمر کو پہونچنے والے بوڑھے کو بھی امیدوں سے بھری زندگی کے چند بقیہ لمحات عزیز ہوتے ہیں، لیکن اس جواں سال عالم دین کے لئے اپنے روحانی اور ایمانی ولولہ و جذبہ کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی، بالآخر یہ بات اس غیر مسلم نوجوان تک جب پہونچی تو وہ ان کے اس جذبہ صادق کو سن کر اسی وقت مشرف باسلام ہو گیا، اور اس نے اپنے گردوں کو بھی مشرف باسلام کرکے اس کا عطیہ ملت اسلامیہ کے ایک قابل فرزند اور لائق سپوت کی خدمت میں پیش کرکے یہ ثابت کر دیا کہ آج بھی کسی شخص میں ایمان اپنی اصلی حالت میں موجود ہو تو اس طرح کے ایک نہیں دسیوں واقعات روز پیش آسکتے ہیں۔

مجھے تو اس حدیث قدسی پر ایمان تھا ہی، لیکن اس کا میں نے عملی نمونہ بھی دیکھ لیا، جس میں اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق ہی معاملہ کرتا ہوں۔

میسر ہو اگر ایمان کامل
کہاں کی الجھنیں، کیسے مسائل